REG NO P. 67
رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۹ مارچ بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی رات نیند آ گئی اس وقت طبیعت اچھی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔

قادیان ۱۰ مارچ۔ حضرت بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو عرصہ اڑھائی تین ماہ سے زکام اور بخار وقفہ وقفہ کے بعد ناک کی بندش کی شدید تکلیف چل رہی ہے۔ اس علالت کے پیش نظر محترم صاحبزادہ صاحب آپ کو مورخہ ۲/۳ کو اڑھائی ہفتہ کے لئے لال ہسپتال میں علاج کی غرض سے امرتسر تشریف لے گئے۔ اور محترم صاحبزادہ صاحب بھی پچھلے دنوں علیل رہے ہیں اور اب صحتیاب ہو جانے کے باوجود بیگم صاحبہ کی مسلسل علالت سے آپ کی طبیعت پر خاص اثر تھا اسلئے اس خیال سے کہ ہسپتال میں داخل رہ کر جہاں حضرت بیگم صاحبہ کو بروقت فوری ڈاکٹری مشورہ اور مناسب علاج کی سہولیات میسر رہیں گی وہاں ایسا انتظام محترم صاحبزادہ صاحب کی فکرمند طبیعت کے لئے بھی سکون کا باعث ہو سکتا ہے آپ ۹ مارچ کو امرتسر تشریف لے گئے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت بیگم صاحبہ کی تکلیف کو اپنے فضل سے جلد دور فرما دے اور ہر طرح کی خوشیوں کے دن دکھائے۔ آمین۔ امرتسر میں آپ کا حسب ذیل پتہ ہے:

سپیشل پرائیویٹ کوارٹر نمبر ۱ لال ہسپتال نزد پوسٹ آفس امرتسر۔

احمدیہ مسجد ہیمبرگ (مغربی جرمنی) میں عید الفطر کی مبارک تقریب

مغربی جرمنی۔ ٹرکی۔ نائیجیریا۔ افغانستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی شرکت

(از مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مغربی جرمنی)

خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے ۲۵ فروری ۱۹۶۴ء کو مقامی احمدیہ مسجد میں دنیا کے مختلف ملکوں کے مسلمانوں نے مل کر عید الفطر کی مبارک تقریب منائی۔

اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے ماہ رمضان کے ابتداء سے اشتہار شائع کر دی گئی تھی جو تین زبانوں میں پانچ صد عید کارڈ شائع کئے گئے۔ کئی احباب خود مسجد میں حاضر ہو کر دعوت نامے لے گئے۔ اور ایک کثیر تعداد کو بذریعہ ڈاک یا خود مل کر بھی دیئے گئے۔

اخبارات میں بھی اعلان شائع کروائے چنانچہ ایک اخبار Die Welt نے دو دفعہ ایڈیٹوریل کالموں میں اعلان شائع کئے نماز کا وقت ساڑھے دس بجے صبح مقرر تھا۔ مگر باہر سے مسلمان عید مبارک کی خوشی میں صبح ۹ بجے ہی مسجد میں پہنچ گئے۔ اور صبح کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی۔ اور اس کے بعد دیر تک قرآن مجید کی تلاوت۔ تسبیح و تحمید کرتے رہے ۱۰ بجے تک مسجد حاضرین سے پر ہو گئی۔ حاضرین نے خواہش کی کہ عید کی نماز دو دفعہ پڑھائی جائے تاکہ مسلمان زیادہ تعداد میں شامل ہو سکیں۔ چونکہ برادرم چوہدری عبد اللطیف صاحب نے ۱۰ بجے عید کی نماز پڑھا دی۔ نماز کے بعد خطبہ عید دیا۔ اور مسنون طریق کے مطابق خطبہ کے بعد اسلام کی ترقی اور دنیا کی بہبودی کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔ اور اس کے بعد معانقہ و مصافحہ کا سلسلہ جاری ہو گیا جس کے بعد احباب تشریف لے گئے۔ یہ احباب ابھی مسجد سے نکل رہے تھے کہ مزید مسلمان جوق در جوق مسجد میں آنے شروع ہو گئے اور مقررہ وقت تک آتے رہے۔ اور مسجد اور سیٹنگ ہال وقت مقررہ سے قبل ہی پر ہو گئے اور کئی احباب بعد میں بھی آتے رہے۔ غرضیکہ جرمن احمدی احباب۔ ترکی۔ نائیجیریا۔ افغانستان اور دوسرے اسلامی ممالک کے مسلمانوں نے کثرت سے نماز میں شرکت کی۔

پریس ایجنسیز Keystone International cont... dpa اور ہیمبرگ کی ایک روزنامہ اخبار Bild Zeitung کے نمائندے بھی مقررہ وقت سے قبل ہی آ گئے۔ ۱۰½ بجے مکرم چوہدری صاحب نے دوبارہ نماز عید پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ عید دیا۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات

یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس و بینٰت من الھدیٰ والفرقان

سے روزہ کی برکات اور فلاسفی اور اس مہینہ کی افضلیت کو بیان کیا گیا۔ نیز قرآن کریم کی فضیلت کے بارہ میں پروفیسر Arberry اور پروفیسر Carlyle کے حوالجات پڑھ کر سنائے۔

آپ نے قرآن مجید کی آیت

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

پڑھ کر مسلمانوں کو متحد رہنے کی تلقین فرمائی چونکہ اس موقعہ پر غیر مسلم احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے قرآن مجید کی مختلف آیات سے استدلال کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مکمل تعلیم اور مقبول مذہب خدا تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔ اور خالص توحید ابھی صرف اسلام ہی پیش کرتا ہے اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو تمام دنیا کے مختلف مذاہب کے راہنماؤں کی تکریم کرنا اور ان کو ماننا جزو ایمان قرار دیتا ہے اور یہ مذہبی آزادی اور رواداری اسلامی تعلیمات کا طرہ امتیاز ہے

خطبہ عید کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کرائی۔ اور پھر تمام مسلمان بھائیوں نے عید کی تہنیت دیتے ہوئے ایک دوسرے سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور اس طرح اپنے اتحاد و یگانگت کا ثبوت دیا

اخبارات کے نمائندگان نے اس تقریب کے مختلف مناظر مثلاً نماز۔ خطبہ۔ دعا بعد نماز اور معانقہ کے متعدد فوٹو لئے اور اخبارات کو ارسال کئے۔ [illegible] مہمانوں کی خدمت میں ناشتہ اور چائے پیش کیا گیا۔ [illegible] کی سعادت محترمہ صاحبہ چوہدری عبد اللطیف صاحب کو نصیب ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

ہیمبرگ کے اکثر جرمن احمدی نماز میں شریک ہوئے۔ ایک اسی سالہ جرمن احمدی پچاس میل سے تشریف لائے۔ ایک جرمن احمدی ایک دن قبل تین سو میل سے تشریف لائے۔ باوجود اس کے کہ وہ دل کے مریض ہیں۔ پھر بھی انہوں نے بہت شوق اور محنت سے عید انتظامات میں ہمارا ہاتھ بٹایا۔ اسی طرح ہیمبرگ کے ایک جرمن احمدی نوجوان نے بھی عید سے قبل اور عید کے بعد انتظامات کرنے میں بہت مدد دی۔ خدا تعالیٰ ان کو بہتر بدلہ عطا فرمائے آمین۔

پچھلے سال عید الاضحیہ کی نماز دو دفعہ ادا کی گئی تھی۔ اور حاضرین نے جگہ کی قلت کا شدت سے اظہار کیا تھا۔ اور اب کی دفعہ عید الفطر کی نماز ایک دن میں دو دفعہ ادا کی گئی ہے۔ پھر بھی اکثر احباب نے جگہ کی قلت کا بار بار اظہار فرمایا۔ بہرحال [illegible] مسلمانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور غیر مسلم احباب میں بھی اسلام کی تعلیمات سننے کا اشتیاق بڑھ رہا ہے۔

بہت سے نائیجیرین مسلمان فوجی ٹریننگ کے لئے جرمنی میں آئے ہوئے ہیں۔ چار پانچ ماہ قبل ان فوجی مسلمانوں کی خواہش پر ان کے جرمن فوجی افسر ہماری مسجد میں آ کر ملے اور خاکسار کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ تاکہ ان فوجی مسلمانوں کو اسلام کے مسائل سمجھائے جائیں۔ خاکسار نے وہاں جا کر انہیں اسلام کے مسائل بتائے۔ اسی طرح ان کے یوم آزادی کی تقریب میں ان کی دعوت پر شرکت کی۔ سابقہ متعارف اور تعلق کی بناء پر اب ان کے جرمن فوجی افسر خود انکو ایک بڑی بس میں سوار کر کے مسجد میں عید الفطر کی نماز ادا کرنے کے لئے لائے۔ اور ساتھ بہت سے عیسائی نائیجیرین افسران کو مسجد دکھانے کیلئے لائے۔ ان کے جرمن افسران اور عیسائی افسران مطالعہ کے لئے کچھ لٹریچر بھی لیتے رہے۔

بالآخر درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اسلام اور احمدیت کی ترقی و کامیابی کی حقیقی عید نصیب فرمائے۔ آمین۔

(الفضل ۵ مارچ ۱۹۶۴ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے [illegible] پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء

فتح و ظفر کے پچاس سال

احمدیت کی تاریخ میں ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء کا دن ایک خاص یادگار کے طور پر رہے گا۔ جبکہ احمدیہ جماعت کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب؛ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کے دوسرے جانشین اور خلیفہ کے طور پر مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اسلام و احمدیت کو اپنے ملک اور بیرونِ دنیا میں جس کامیابی کے ساتھ متعارف کرانے اور اس کا امن بخش پیغام اکناف عالم میں پہنچانے کی سعادت اس مبارک وجود کو حاصل ہوئی وہ ایک کھلی کتاب کا رنگ رکھتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بعد آپ کے مقدس مشن کو چلانے کے لئے خدا تعالیٰ نے اس برگزیدہ جماعت میں خلافت کا سلسلہ جاری فرمایا جس کا قیام آپؑ کے بعد بزرگ ترین وجود حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ عمل میں آیا۔ جماعت کے جمیع افراد نے متفقہ طور پر آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ تسلیم کیا یا یوں کہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جس پر احمدیہ جماعت کا پہلا اجماع ہوا وہ خلافتِ مسیح موعود علیہ السلام کا مسئلہ تھا جس سے نہ کسی نے اختلاف کیا اور نہ کسی کو سرتابی کی جرأت ہوئی۔ لیکن جب دوسرے جانشین کے انتخاب کا وقت آیا تو بعض افراد نے ذاتی اغراض کے تحت جماعت میں ایسی تحریک چلانا چاہی جس سے نہ صرف یہ کہ جماعت کا پہلا اجماع ہی باطل ہو کر رہ جاتا تھا، جس پر خود ان لوگوں نے بھی اتفاق کیا تھا۔ بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد بھی مجروح ہوتے تھے۔ اس لئے کہ وہ خدا جس نے سورۂ نور میں اس بات کا قطعی وعدہ دے رکھا ہے کہ خلیفہ بنانا خود اسی کا کام ہے، انتخاب خلافت کے وقت وہی اپنے فرشتوں کے ذریعہ مومنوں کے دلوں کو قابلِ وجود کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ چنانچہ اسی حکمت کے تحت جماعت کی اکثریت نے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح الثانی کے طور پر منتخب کر لیا۔ چونکہ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اس لئے منکرین خلافت نے آپ کو ناتجربہ کار بچہ کہہ کر عوام کی توجہ کو آپ سے ہٹانے کی کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا کہ جماعت کی اکثریت کا فیصلہ بہرحال درست اور صحیح تھا۔ آپ کی خلافت پر اب پچاس سال کا زمانہ گذر رہا ہے

نصف صدی پر پھیلے ہوئے آپ کے سنہری کارنامے اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید کے واقعات اس بات کا پختہ ثبوت ہیں کہ فی الواقع خدا تعالیٰ ہی نے آپ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا اور ناتجربہ کار سمجھے جانے والے بچہ سے اس قادر و توانا خدا نے وہ کام لیا جس کے سامنے نہ صرف تجربہ کاروں کے دعوے سراب حقیقت ثابت ہوئے۔

ابھی بیان ہوا کہ جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے ذریعہ عمل میں آیا۔ لیکن خلافتِ ثانیہ کے آغاز میں منکرین خلافت کی طرف سے جو خطرناک فتنہ کھڑا کیا گیا اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ استحکامِ خلافت کا کام ابھی باقی تھا۔ چنانچہ اس کام کو بطریق احسن سرانجام دینے کی توفیق ہمارے مقدس امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو عطا ہوئی جبکہ آپ نے اس فتنہ کا نہایت کامیابی کے ساتھ مقابلہ فرمایا۔ اور منکرینِ خلافت اپنے مقصد میں ناکام و نامراد رہے۔

ماسوا اس کے آپ کے وجود سے تمام جماعت بلکہ ساری دنیا نے جو خلافت کی برکات کا مشاہدہ کیا اور کر رہی ہے وہ بجائے خود بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور پہلو رکھتا ہے۔ چنانچہ آپ کے بابرکت پچاس سالہ عہد خلافت میں اس چیز کی بکثرت مثالیں سامنے آتی ہیں۔ مثلاً

۱۔ آپ نے جماعت احمدیہ کو ایسی شاندار تنظیم بخشی جس کے تحت اس برگزیدہ جماعت کا ہر قدم نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کی طرف اُٹھنے لگا اُس کی فعالیت کا مخالفین و معاندین تک نے بارہا اعتراف کیا۔

۲۔ تبلیغ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی توفیق دی کہ دنیا کے بیشتر ممالک میں جماعت کے تبلیغی مشن نہایت کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ مساجد کی تعمیر عمل میں آ رہی ہے۔ اسلام کی تائید میں ہزاروں ہزار روپیہ کا لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے عمدہ نتائج نکل رہے ہیں

۳۔ اس تبلیغی مہم کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونہ پر عمل کرنے کی اس طور پر بھی توفیق بخشی کہ آپ نے حکمران طبقہ اور والیانِ ریاست تک کو مؤثر انداز میں پیغام حق پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔ اُن کے لئے اسلام و احمدیت کی پاک تعلیم پر مشتمل کتابی تحفے تیار کر کے اُن تک پہنچائے۔ چنانچہ شہزادہ ویلز کے لئے تحفۂ شہزادہ ویلز۔ لارڈ اروِن کے لئے تحفۂ لارڈ اروِن۔ نظام حیدر آباد کے لئے تحفۃ الملوک اور امیر امان اللہ شاہ افغانستان کے لئے جلیل القدر تصنیف دعوت الامیر تالیف فرمائیں۔ یہ سب علمی تحائف اپنے مضامین کی جامعیت مؤثر اندازِ بیان دلائل کی پختگی کے لحاظ سے فی الواقع ایک بیش بہا قیمتی تحفہ ہیں۔ جن افراد کے لئے یہ تحائف لکھے گئے ان کے دلوں کے حالات تو خدا ہی جانتا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کتب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی دیگر سعید روحوں کو حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی سعادت بخشی۔ اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری ہے۔

۴۔ مرکز سلسلہ میں وہ دینی درسگاہ جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں علماء پیدا کرنے کے لئے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا۔ خلافتِ اولیٰ کے زمانہ میں ایک موقع پر بعض ذی اثر لوگوں نے اس درسگاہ کو بند کر دینے کے لئے پورا زور لگایا اور قریب تھا کہ وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جاتے لیکن خدا تعالیٰ نے اس اولوالعزم وجود کو توفیق دی کہ اس کو برقرار رکھنے کے لئے حق میں آواز بلند کریں۔ چنانچہ بر وقت یہ کوشش اس وقت یہ درسگاہ کو بند ہونے سے بچا لیا۔ بلکہ بعد میں آپ کی توجہ اور خاص ہدایات کے تحت اس درسگاہ نے تبلیغی اور تربیتی میدان میں نمایاں اور ناقابلِ فراموش حصہ لیا۔ آج اسی کے فارغ التحصیل افراد ساری دنیا میں اسلام و احمدیت کی تبلیغ کا کام نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔ اور افریقہ جیسے ممالک میں تو انہی مجاہدین کی شبانہ روز کی قربانیوں سے اسلام کے مقابل پر عیسائیت پسپا ہو رہی ہے۔ اور اُس ملک کے اصل باشندوں کو اسلام کی طرف لانے میں نمایاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔

۵۔ اس خالص دینی درسگاہ کے ساتھ ساتھ اپنی جماعت کو مروجہ علوم سے بہرہ ور کرنے کے لئے مرکز سلسلہ اور بیرونی ممالک میں جماعت کے زیر اہتمام اعلیٰ تعلیمات کی شاندار درسگاہیں جاری فرما رکھی ہیں۔ جن کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی نئی پود علم کے زیور سے آراستہ ہو رہی ہے اور ساتھ ہی ان بد اثرات سے بھی محفوظ رہتے ہیں جو دوسری درسگاہوں میں داخل ہونے کے نتیجہ میں ان کی آئندہ زندگی میں روحانیت سے دور لے جانے کا موجب بن سکتے ہیں۔

۶۔ اس شاندار عہدِ خلافت میں جماعت احمدیہ کے اندر صنف قضاء کا

(باقی صفحہ ۶ پر)

حج بیت اللہ کے لئے روانگی

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ قادیان

۱۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی نے اطلاع دی ہے کہ ۵ مارچ کو مظفری جہاز کے ذریعہ جماعت احمدیہ یادگیر کے تین احباب حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گئے

۱۔ مکرم عبد الغفار صاحب۔

۲۔ اہلیہ صاحبہ عبد الغفار صاحب

۳۔ مکرم محمد حسین صاحب

ان کو جماعت بمبئی کی طرف سے ۳/۴ کو عصرانہ دیا گیا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حج قبول فرماوے اور ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

۲۔ مکرم ٹی۔ کے کنہالن صاحب (T. K. KUNHALAN) پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کرولائی ادائیگی فریضہ حج کے مقدس سفر پر ۱۸ مارچ کو روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سفر میں حافظ و ناصر رہے اور ادائیگی فریضہ حج بیت اللہ کے بعد بعافیت واپس لائے۔ آمین۔

مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

—— (۲) ——

بمبئی سے یہ بھی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جس بحری جہاز میں ہمارے دو درویش بھائی حج بیت اللہ کی غرض سے تشریف لے جا رہے ہیں یہ جہاز ۱۲ مارچ کو بمبئی پورٹ سے جدہ کے لئے روانہ ہو رہا ہے مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب و میاں فضل دین صاحب گجراتی بمبئی پہنچ چکے ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دونوں درویش بھائیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور خیریت سے منزل مقصود تک پہنچائے اور بسلامت واپس لائے۔ آمین (ادارہ)

خطبہ جمعہ

سچے مذہب کی پیروی سے دینی برکات کے ساتھ ساتھ دُنیوی کامیابیاں بھی حاصل کی جا سکتی ہیں

مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ انسان حقیقی ایمان حاصل کرے اور اپنے آپ کو پوری طرح خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے

مذہب اور مادیات کے باہمی تعلق اور اُن کی حدود کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۷ر جولائی ۱۹۳۶ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے

سب فطرتوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے

تجویز فرمایا ہے۔ دنیا میں مذہب اور اخلاق اور انسان کی وہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ وابستہ ہیں وہ ایسی مشترک ہیں کہ ان میں آپس میں فرق کرنا مشکل ہے۔ جب کبھی ہم نیچے سے اوپر کی طرف آتے ہیں یعنی جسم کی ضرورتوں کے تقاضوں پر غور کرتے ہوئے اخلاقیات اور پھر مذہب کی طرف آتے ہیں تو بظاہر ساری مادیات کا جزو معلوم ہوتی ہیں اور اگر ہم اوپر سے نیچے کی طرف آتے ہیں یعنی

مذہب سے مادیات کی طرف

آتے ہیں تو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری باتیں مذہب سے تعلق رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ جو مادیات پر غور کرنے کے عادی ہیں آہستہ آہستہ مذہب کی تمام ضروریات اور اس کے تمام احکام کو مادیات کا حصہ قرار دیتے ہیں اور جو مذہب پر غور کرنے کے عادی ہیں وہ ہر ایک شئے کو مذہب کا جزو قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے نزدیک دُنیا کی معمولی سے معمولی بات بھی مذہب کا حصہ ہے۔ ہمارے ملک اور یورپ میں یہ

امتیازی نشان

ہے کہ ہمارے لوگ ہر ایک بات کو خواہ اخلاق سے تعلق رکھتی ہو یا مادیات سے ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسے مذہب کا جزو بنا دیں اور یورپین لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ روحانیات اور اخلاقیات کو

مادی دُنیا کا حصہ

بنا دیں۔ وہ لوگ اگر اسلام پر غور کرنے لگتے ہیں تو

یہی کہتے ہیں کہ یہ انسانی افعال کا جزو ہے وہ اخلاق پر غور کریں گے تو اسی نقطۂ نگاہ سے کہ اس سے انسان کو دنیوی فائدہ ہوتا ہے اور اگر مذہب پر غور کریں گے تو یہی کہیں گے کہ ادنیٰ قسم کے لوگ جو غیر تعلیم یافتہ ہیں مذہب کے نام سے

جرائم اور فتنہ و فساد

سے بچ جاتے ہیں۔ اس کے مقابل مسلمانوں کو دیکھا جائے تو وہ ہر چیز مذہب کا حصہ بنانے کی فکر میں ہیں گویا نماز روزہ سے لے کر اخلاق اور دنیوی تمام ضروریات خواہ کسی انجمن کا قیام ہو یا کسی جلسہ کا انعقاد ہو وہ کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نزدیک اسلام کا حصہ ہیں اور ان میں شامل نہ ہونے والا کافر و مرتد ہے۔ اس معاملہ نے آہستہ آہستہ ایسا

خطرناک غلو

پیدا کیا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی جزئیات بھی خواہ وہ مادی ہوں یا اخلاقی مذہب کا حصہ بنا لی گئی ہیں اور اب تو مذہب آدمیوں کے نام پر ہو گیا ہے فلاں مولانا صاحب کا یہ مذہب ہے اور فلاں عالم کا یہ۔

غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت

مادیات اخلاق اور مذہب

اس قدر قریب قریب ہیں کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ایک کی حد شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے اگر مذہب اخلاقیات سے اتنا قریب نہ ہوتا کہ انسان کو پتہ نہ لگتا کہ مذہب اپنی حد سے نکل کر

اخلاقیات کی حد

میں داخل ہوتا ہے یا اخلاقیات۔ مادیات سے اتنا قریب نہ ہوتے کہ انسان کو معلوم نہ ہوتا کہ اخلاقیات اپنی حد سے نکل کر مادیات کی حد میں

داخل ہوتے ہیں تو اتنا اختلاف ہوتا ہوا پایا جاتا ہے نہ ہوتا۔

پس اس اختلاف سے معلوم ہوا کہ دونوں

ایک زنجیر کی کڑیاں

ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور اتنی قریب ہیں کہ انسان نہیں سمجھ سکتا کہ دونوں کی حد کیا ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ نیچے سے اوپر جانے کی وجہ سے یعنی مادیات سے مذہب کی طرف جانے کی وجہ سے چونکہ انسان مادیات سے اثر قبول کر چکا ہوتا ہے اس لئے وہ اوپر کی چیز وں کو مادیات کے تابع کرتا چلا جاتا ہے اور جو مذہب کا مطالعہ کرتے ہوئے مادیات کی طرف آتا ہے وہ اخلاقیات اور مادیات کو بھی مذہب کے تابع کر دیتا ہے اس لئے کہ وہ اوپر سے اثر قبول کر چکا ہوتا ہے اور چونکہ ان میں آپس میں کامل مشابہت ہے اس لئے امتیاز مشکل ہے۔ اسی امتیاز کے نہ کرنے کی وجہ سے

دو گروہ

پیدا ہو گئے ہیں ایک ہر شئے کو مادیات کے تابع کرتا ہے اور دوسرا۔ ہر شئے کو روحانیات کے۔ مگر باریک نظر والا ان دونوں گروہوں کو غلطی پر قرار دے گا۔ اوپر سے نیچے آنے والے نے فرق کو دیکھا نہیں۔ اس نے غلطی کی۔ اور نیچے سے اوپر جانے والے نے تفاوت کی طرف نگاہ نہ اٹھائی۔ اس نے بھی غلطی کی لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں دونوں پہلو نظر آتے ہیں اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف جسم کے مادی مصلح بھی ہیں۔ اخلاقی مصلح بھی ہیں اور روحانی مصلح بھی ہیں اور آپ کی حیاتِ طیبہ تمام کی جامع نظر آتی ہے۔ اگر ایک طرف آپ تعلیم دیتے ہیں کہ

الدعاء مخ العبادۃ

تو دوسری طرف روحانیت کی تکمیل کے متعلق زور دیتے ہیں۔ دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا ہے جیسے بچے اور ماں کا تعلق۔

دعا کے معنے

پکارنے کے ہیں۔ پکارنے والا تب پکارتا ہے جب اسے یقین ہو کہ میری مدد کرے گا کبھی کوئی اپنے دشمن کو مدد کے لئے پکارتا ہے کہ مجھے آ کر بچا لو۔ انسان ایسے وقت میں خاموش رہتا ہے تاکہ کوئی اس پر ہنسے نہیں۔

دعا میں تین چیزیں

پائی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ اپنے دل میں یقین کرے کہ میری بات قبول کی جائے گی۔ دوسرے یہ اعتماد رکھے کہ جس کو میں پکارتا ہوں اس میں میری مدد کرنے کی طاقت ہے۔ تیسرے ایک فطرتی لگاؤ ہے جو انسان کو باقی ہر قسم کے لگاؤ سے پھیر کر اسی کی طرف لے جاتا ہے۔ پہلے دو تو

عقلی نکتے

ہیں تیسری فطرتی محبت ہے جو دوسری طرف سے اس کی آنکھ کو بند کر کے محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ بچہ اور ماں کی مثال کو دیکھو کہ بچہ کا ماں سے فطرتی تعلق ہوتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ماں اس کی مدد کر سکے یا نہ کر سکے وہ اسے پکارتا ہے۔ ایک سمندر میں ڈوبنے والا بچہ باوجود یہ جاننے کے کہ میری ماں تیرنا نہیں جانتی۔ پھر بھی اپنی ماں کو آواز دیتا ہے کہ مجھے بچاؤ۔ کسی دوسرے کو آواز نہیں دیتا کہ کوئی مجھے بچائے بلکہ بے اختیار اپنی ماں کو پکارتا ہے۔ یہ

جذباتی تعلق

ہے جس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدعاء مخ العبادۃ۔ بغیر دعا کے انسان کے ایمان کو کامل نہیں کیا جا سکتا۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بندہ اور اللہ تعالے کے درمیان تعلق کو

ماں اور بچہ کا سا تعلق

قرار دیا ہے کہ جب بچے آنکھ بند کر کے اسی کی طرف بھاگتے ہیں۔ جب کبھی دکھ پہنچے تو بھاگ کر اسی کے آستانہ پر گرے۔

دوسری چیز اخلاق ہے۔ ہم دیکھتے ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نہایت

باریک در باریک اخلاقی پہلو

معلوم ہوتے ہیں کہ باریک نگاہ والے بھی دیکھ نہیں سکتے۔ مثلاً بیویوں کے معاملہ میں ہی آپ کے متعلق آتا ہے کہ جب کوئی آپ کی بیوی پانی پیتی۔ آپ اسی جگہ منہ لگا کر پیتے جہاں سے اس نے پیا ہوتا۔ یہ کتنی چھوٹی سی بات ہے مگر کیا باریک نکتہ ہے کہ

انسانی محبت

بڑے بڑے معاملات سے نہیں۔ بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اخلاق کے بڑے معاملات میں بھی آپ نے ایسی تعلیم دی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ساری عمر اخلاقیات کا مطالعہ کرتا رہا ہے۔ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات۔ رشتہ داروں کے باہمی تعلقات۔ انسان کے ذاتی کیریکٹر کی تفصیلات۔ جھوٹ۔ خیانت۔ بدگمانی سے پرہیز۔ تمام امور نظر آتے ہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جس کا ذکر نہ آیا ہو۔ بلکہ اپنی ذات میں ایک

کامل نمونہ

دکھایا ہے کہ اگر کبھی شخص کو جیسیوں زندگیاں عطا ہوں۔ تب بھی اس کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ تیسری چیز مادیات ہیں۔ اس کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں

مادیات میں اصلاح کی تعلیم

بھی معلوم ہوتی ہے۔ گھر کو کھلا رکھو۔ پانی کی صفائی رکھو۔ رستہ کی صفائی کرو۔ مکان کشادہ بناؤ۔ وغیرہ احکام سے آپ کی تعلیم پُر ہے۔ پس مادیات کے لحاظ سے آپ کی تعلیم ایسی مکمل ہے کہ حیرت آجاتی ہے۔ تمام ضروری مادی چیزیں خواہ وہ سیاست سے تعلق رکھتی ہوں یا تمدن سے تعلق رکھتی ہوں یا تجارت سے یا صنعت سے تعلق ہوں۔ ہر ایک شے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اپنی جگہ پر بیان فرمایا ہے۔ لیکن

باوجود اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے لوگوں کی طرح یہ نہیں کیا کہ دنیا کی

ہر شے کو مذہب کا حصہ

قرار دے دیا ہو۔ مثلاً آپ کے متعلق واقعہ آتا ہے کہ ایک دفعہ کچھ لوگ کھجور کی پیوند کاری کر رہے تھے۔ آپ پاس سے گزرے تو وہ نر مادہ پودوں کو ملا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا حرج ہے اگر نہ لگاؤ۔ لوگوں نے لگانے چھوڑ دیئے۔ تو دوسرے سال پھل بہت کم آیا۔ آپ نے ان درختوں کو دیکھ کر دریافت فرمایا۔ تو لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے ہی فرمایا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے حکم نہیں دیا تھا۔ آپ لوگ اپنی دنیاوی باتوں کو مجھ سے اچھا جانتے ہیں

اب گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

مادیات کو مذہب سے جُدا

کر دیا۔ وہ زبان بھی خدا کے رسول کی زبان تھی مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا کے رسول کی زبان تھی۔ آپ نے مادیات کو مادیات قرار دے کر فرمایا کہ تم ان باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ مگر آج کل کے مولوی تو ایسا کرتے ہیں کہ خواہ ان کے منہ سے انہونی بات بھی نکلے۔ اس کے نہ ماننے سے اسلام کے دائرے سے خارج اور کافر مرتد ہونے کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف مغربی گروہ ہے۔ اس کے نزدیک

مذہب پر نہ ایمان لانا

ضروری ہے۔ نہ ان کے نزدیک آپ کی تعلیم کی عزت ہے۔ نہ اخلاق کی عزت۔ وہ ہر شے کو مادی قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے فلاسفروں نے کہا کہ یہ سوال نہیں کہ خدا نے دنیا کو کس طرح پیدا کیا۔ بلکہ یہ ہے کہ انسان نے خدا کو کس طرح پیدا کیا۔ ان کے نزدیک خدا کا سوال

انسانی ارتقاء کا نتیجہ ہے

اور یہ کہ بے شک خدا کا وجود ایک حقیقت ہے لیکن دماغی ترقی کی وہ انتہائی کڑی ہے اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک انسان نے اپنے لئے ایک اعلیٰ نمونہ تلاش کرنا چاہا جب وہ انسانوں میں ایک عمدہ نمونہ تلاش نہ کر سکے۔ تو انہوں نے انسانوں سے باہر ایک ذہنی نقشہ تیار کیا۔ پہلی کوشش انسان کی ایسی کامیاب نہ تھی۔ مگر جوں جوں وہ زیادہ غور کرتا گیا ذہنی ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ اس نے ایک کامل نقشہ تیار کر لیا۔ اس کا نام خدا ہے اور ہر انسان کا فرض ہے کہ اس کو حکم مانے بھی اس کی نقل کرنے کی کوشش کرے۔ بغیر اس

کی نقل اتارنے کے انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی خدا تعالے کو مانتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ خدا نے انسان کو پیدا کیا بلکہ اس لئے کہ انسان نے آخر کار ایک کامل وجود کو دریافت کر لیا۔

غرض ان لوگوں نے خدا کو بھی

مادیات کا حصہ قرار

دے لیا ہے۔ اور دوسری طرف ہمارے مولویوں نے ہر ایک شے حتیٰ کہ اخبار سوسائٹی اور جلسہ کو بھی مذہب کا حصہ ٹھہرا لیا ہے۔ لیکن اس طریق سے نہ دنیا کی اصلاح ہو سکتی ہے نہ مذہب کی۔ جس گروہ نے مادیات کو روحانیت کے تابع کیا۔ وہ کہتا ہے کہ نماز پڑھنے سے دنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ دنیا میں کمانا۔ کھانا کھلانا۔ خدا کے حصول کا موجب ہیں۔ یہ دین کو خیالی نقطۂ نگاہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ دنیا کے پیچھے تمام روحانیات کو قربان کرنا چاہتا ہے۔

پس یہ دونوں

دھوکہ خوردہ اور دھوکہ دینے والے

ہیں۔ اصل حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں اور دونوں ضروری ہیں۔ اور ان کو ملانا جائز نہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک عبادت ضروری ہے لیکن ولنفسك عليك حق ولزوجك عليك حق ولجارك عليك حق۔ مگر تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ پس ہمیں تینوں قسم کے ذرائع کا استعمال ضروری ہے۔ ان میں سے ایک تو ماتوجہ الی اللہ اور انابت اور عبادت سے کام لینا ضروری ہے۔

دوسرے نفس پر قابو پانا جذبات کو دبانا اور علم النفس پر غور کرنا۔ تیسرے مزدوری اور اپنے پیشہ میں دیانت سے کام لینا علم دنیوی اور سائنس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ پس ہر ایک شے ضروری ہے مگر

الگ الگ دائرہ کی ضرورت ہے

جو ایک دوسرے کو ملا دے گا یا تقدیم تاخیر کرے گا وہ غلطی کرے گا۔ یورپ نے روحانیت کو دنیا کے تابع کر کے دنیا کو حاصل کر لیا۔ در اصل نفرہ ان کے برعکس یہ ہونا چاہیئے کہ جاہلے [illegible] نے مذہب کو مقدم کر کے مذہب کو حاصل کر لیا۔ لیکن افسوس کہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ ہمارے ہاں لوگوں نے خدا کے مذہب کو مقدم نہیں کیا بلکہ اپنے

نفسانی جذبات کا نام مذہب

رکھا۔ اس لئے نہ مذہب ملا نہ دنیا۔ اس لحاظ سے یورپ کو فضیلت ہے کہ اس نے کچھ تو حاصل کر لیا۔ جس کو مقدم کیا وہ تو مل گیا۔ مگر انہوں نے جس کو مقدم کیا۔ اسے بھی کھو بیٹھے اسی حالت کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالے کے مامور آتے ہیں۔ جو لوگوں کی صحیح رہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ اور اخلاق کو اخلاق کی جگہ اور دنیا کو دنیا کی جگہ رکھتے ہیں بظاہر وہ

روحانی پیغام

لے کر آتے ہیں مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور روحانیت میں کمال سے اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستی لازمی ہے مگر اس کا عکس درست نہیں۔ یعنے یہ ضروری نہیں کہ جس کی دنیا درست ہو اس کے اخلاق بھی درست ہوں۔ اور جس کے اخلاق درست ہوں اس کا مذہب بھی درست ہو۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کا منشاء انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا ہے تاکہ ہر شخص اسی کی طرف توجہ کرے اس سے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جاتے۔ خدا تعالے فرماتا ہے کہ کامل مومن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ مگر کامل دنیا دار کے متعلق فرماتا ہے۔

ضل سعيهم في الحيوة الدنيا

ان کی سب کوشش دنیا میں ہی غائب ہو جاتی ہے گویا روحانیت کے قبول کرنے والے لئے بیچ اوپر سے نیچے آنے والے کے لئے سیڑھی موجود ہے مگر نیچے سے اوپر جانے والے کے لئے سیڑھی موجود نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ

خدا تعالے سے کامل تعلق

پیدا ہوتا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے۔ مادیات کے لئے کوشش سے مادیات حاصل ہو جائیں گی مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اسی دائرہ کے اندر محدود رہے گا۔ مگر روحانیت کی درستی کرنے والے کو ساری چیزیں ملیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان لاتے وقت اس بات کی بیعت نہیں کرتے تھے کہ گھیان پوڑ محد رکھیں گے سڑکیں کھلی رکھیں گے تسلط کریں گے بلکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے۔ اسی سے اخلاق درست ہو گئے تھے۔

اخلاق کی درستی سے لازماً دنیا درست

ہوتی تھی

اس وقت ایک مسلمان کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو دنیا میں کوئی رد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ سچ بولتا تھا اور تجارت میں دیانتداری دیکھ کر دنیا گویا مسلمان ہی کو تجارت سپرد کر دیتی تھی اور رعایا سے انصاف برتتے ہوئے دیکھ کر وہ لوگ چاہتے تھے کہ مسلمان ہی ہمارے حاکم ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا واقعہ

ہے کہ ایک موقعہ پر آپ کو شام سے فوج ہٹانی پڑی کیونکہ رومیوں کی فوج زیادہ تھی لیکن شامی لوگ روتے اور اصرار کرتے تھے کہ ہم آپکی مدد کریں گے۔ آپ یہاں سے نہ جائیں۔ باوجود اس کے کہ رومی بھی عیسائی تھے اور شامی بھی عیسائی تھے مگر باوجود رومیوں کے ہم مذہب ہونے کے شامی اس بات پر آمادہ تھے کہ مسلمانوں کی مدد کریں اور اپنی قوم کے ماتحت رہنا پسند نہ کرتے تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ مسلمان

اپنے ماتحتوں سے دیانتدارانہ سلوک

کرتے تھے۔

پس گو بادشاہت دنیوی شے ہے ہر مذہب کے لوگ بادشاہ ہوتے ہیں مگر مسلمانوں کی بادشاہت دینی تھی یہ بادشاہت ان کو مذہب کے طفیل ملی تھی اس لئے مذہب کے پیچھے چلتی تھی۔ ورایں وجہ سے اس میں ایسی خوبیاں تھیں کہ ان سے مذہبی اختلافات رکھنے والے بھی چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی بادشاہت جاتی رہے۔ مگر گو یہ حکومت لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے طفیل ملی تھی لیکن صرف زبانی دعویٰ کے طفیل نہیں ملی بلکہ حقیقی ایمان کے طفیل سے۔ کیونکہ زبانی دعویٰ والا تو دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے مگر جس کو سچا مذہب مل جاتے اس کے اخلاق بھی درست ہو جاتے ہیں اور دنیا بھی۔ پھر چونکہ خدا تعالےٰ کو سب دنیا پر بادشاہت حاصل ہے اس لئے وہ سچے مذہب کے حامل کو ظلی طور پر بادشاہت دے دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک تاجر کا قصہ اکثر سنایا کرتے تھے کہ اسنے ایک دفعہ کوئی رقم شہر کے بڑے قاضی کے پاس امانت رکھی کہ جب میں سفر سے واپس آؤں گا تو اپنی امانت لے لوں گا لیکن جب وہ واپس آیا اور اس نے اپنی تھیلی مانگی تو قاضی نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ

کیسی تھیلی اور کیسی امانت

تاجر نے بہتیرے اتے پتے بتائے کہ فلاں وقت تھا اور فلاں دن تھا۔ اس طرح آپ بیٹھے تھے۔ قاضی نے کہا کہ مجھے تو کوئی یاد نہیں اور میں تو امانتیں رکھا ہی نہیں کرتا۔ اس جواب پر تاجر بہت پریشان ہوا۔ آخر اسے کسی نے بتایا کہ ہفتہ میں فلاں دن

بادشاہ کا کھلا دربار

ہوتا ہے اور ہر شخص جا کر عرض کر سکتا ہے۔ تم اس دن جانا اور جا کر اپنا قصہ سنانا۔ اس نے ایسا ہی کیا مگر چونکہ تاجر کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا اسلئے بادشاہ نے کہا کہ شہر کے قاضی کو میں بغیر ثبوت کے کس طرح پکڑ سکتا ہوں ہاں ایک صورت ہو سکتی ہے کہ فلاں دن میری سواری اور جلوس نکلے گا تو قاضی کے قریب ٹھہر جائیں جب آؤں گا تو تم سے بے تکلفی سے باتیں کروں گا اور تم آگے سے ایسا ظاہر کرنا کہ گویا تم میرے دوست ہو۔ ڈرنا مت۔ میں تمہیں کہوں گا کہ آپ ملے نہیں۔ تو آگے سے جواب دینا کہ پہلے تو میں سفر پر گیا ہوا تھا پھر جب آیا تو کچھ امانت ایک صاحب کے پاس رکھی ہوئی تھی اس کا جھگڑا تھا۔

وصولی کی کوشش

میں ہوں اس لئے نہ مل سکا تو میں کہوں گا کہ نہیں تمہیں چاہیئے تھا کہ ہمیں آکر ملتے اور آئندہ ایسے جھگڑے ہمارے پاس ہی آتے ہیں پھر میں آکر کیوں نہ کہا تو جواب دینا کہ اچھا اگر ملے نہ ہوا تو پھر حاضر ہو جاؤں گا۔

چنانچہ اس تاجر نے ایسا ہی کیا۔ قاضی جو پاس ہی سلام کے لئے کھڑا تھا اس نے یہ باتیں سن کر تاجر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میاں تم اس دن آئے تھے اور کسی تھیلی کا ذکر کرتے تھے۔ میرا حافظہ کچھ کمزور ہو گیا ہے

کوئی نشان بتاؤ

تو شاید مجھے امانت یاد آجائے۔ تاجر نے پھر پہلی ہی کہانی دوہرا دی کہ اس اس طرح میں آیا اور آپ فلاں مجلس میں بیٹھے تھے اور یوں میں نے تھیلی دی تھی تو قاضی کہنے لگا کہ آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا۔ یہ امانت تو میرے پاس محفوظ ہے اور روپیہ لا کر تاجر کے حوالے کر دیا۔ تو جب ایک دنیوی بادشاہ جس کو محدود طاقت حاصل ہے اس کی دوستی انسان کو یہ مقام دے دیتی ہے کہ اس سے بڑے بڑے لوگ خوف کھانے لگ جاتے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ

خدا تعالیٰ کی دوستی

کسی کو حاصل ہو اور دنیا اسکے قدموں پر نہ گر جائے اس کا تعلق دیکھ کر تو ہر ذرہ آگے بڑھتا ہے کہ اس انسان کے

قدموں پر نثار ہو کر

خدا تعالےٰ کی نظروں میں جگہ پائے۔

پس سچا مذہب حاصل کر کے انسان ساری دنیا کو حاصل کر سکتا ہے اور مذہب کے آنے سے سب باتیں آجاتی ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ باتیں جو صحابہ کرام کو حاصل ہوئیں تو انہوں نے دنیاوی طور پر حاصل نہیں کیں بلکہ دنیا مذہب کے تابع ہو کر انہیں ملی مگر اس کے لئے ایمان کامل ضروری ہے جو

خدا تعالےٰ کی رضا

کو جذب کرے مثلاً ایک شخص جسے کامل ایمان حاصل ہو وہ کس طرح اسلامی اخلاق کو چھوڑ سکتا ہے اور اگر اخلاق کے سارے شعبے انسان اختیار کرے اور ان پر عمل کرے تو سچائی۔ دیانت۔ امانت۔ تقویٰ اور طہارت سبھی کچھ اسے حاصل ہوگا۔ اور ان کا لازمی نتیجہ علم، ہنر، ہوشیاری اور محنت ہوگا اور ایسے شخص کو لازماً دنیا بھی حاصل ہو جائے گی۔

پس مومن کو سب سے زیادہ توجہ

روحانی تعلق

کی طرف کرنی چاہیئے۔ اور ان لوگوں کی طرح نہیں ہونا چاہیئے جو سمجھتے ہیں کہ منہ سے اقرار کافی ہے خدا تعالےٰ کی محبت زبان کی نہیں ہو سکتی بلکہ دل سے ہی ہو سکتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انسان

ہر شئے پر قبضہ

کر لیتا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ منہ کی پھونک سے یا ایک نعرہ سے پہاڑ ڈھک جائیں مگر بادلوں سے ڈھک جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر دل سے محبت کا دھواں اٹھے تو اس سے اہم نتائج پیدا ہوں گے مگر جو منہ سے دعوے کرتا ہے وہ پاگل ہے اسے نہ دین ملے گا نہ دنیا۔

مومن کو

کامل بننے کی کوشش

کرنی چاہیئے کیونکہ کسی نے کہا ہے کہ

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ آجکل ہم سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یا پوری پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ دوسرے چھوٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں یا کامل اخلاص رکھنے والے

ادنیٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا

اصل میں کمال ہی سے نفع ملتا ہے بغیر اس کے انسان نفع سے محروم رہتا ہے۔ اگر انسان ہر چیز بادا باد ما کشتی در آب انداختیم کہہ کر خدا تعالےٰ کی طرف چل پڑے تو اس کے ساتھ بھی پہلوں کا سا معاملہ ہوگا۔ خدا

خدا تعالےٰ کو کسی سے دشمنی نہیں

ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے ڈال دے اور اس کے آستانہ پر گر جائے۔ اس سے آپ ہی آپ اسے سب کچھ حاصل ہو جائے گا اور جو ترقی اس کے لئے ضروری ہوگی وہ آپ ہی آپ مل جائے گی۔ آگ کے پاس بیٹھنے والے کے اعضاء کو دیکھو سب گرم ہوں گے اس کا چہرہ ہاتھ پاؤں جہاں ہاتھ لگا ؤ گے گرم محسوس ہوگا تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا کے پاس آئے اور اس کے پاس بیٹھ جائے اور خدا تعالےٰ کا وجود اس کے اندر سے ظاہر نہ ہو

آگ کے اندر لوہا

پڑا کر آگ کی خصوصیات ظاہر کرنے لگ جاتا ہے۔ گو وہ آگ نہیں ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے والے لوگوں سے خاص معاملات ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ انہیں

کن فیکون والی چادر

پہنا دیتا ہے حتیٰ کہ نادان ان کو خدا سمجھنے لگ جاتے ہیں حالانکہ وہ تو صرف خدا تعالےٰ کی صفات کا عکس پیش کر رہے ہوتے ہیں پس اگر کوئی مذہب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اس کا طریق یہی ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے کلی طور پر ڈال دے لیکن اگر قوم کی قوم اس طرح کرے تو اس پر خاص فضل ہوں گے اور وہ ہر میدان میں فتح حاصل کرے گی

ہماری جماعت کے لئے

بھی یہی قدم اٹھانا ضروری ہے مگر بہت سے لوگ صرف کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ سے ایسی محبت کرنی چاہیئے کہ ایک طبعی شے بن جائے صرف جھوٹا دعوے نہ ہو کیونکہ جھوٹ اور خدا تعالےٰ کی محبت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ جھوٹ ایک ظلمت ہے اور خدا تعالےٰ کی محبت ایک نور ہے

نور اور ظلمت کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟

ایسے شخص کے اندر سستی ہو نہ فریب نہ دغا کیونکہ یہ سب ظلمات ہیں اور خدا تعالےٰ ایک نور ہے۔

اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض

جب یہ برائیاں کسی قوم سے مٹ جائیں تو وہ قوم ذلیل نہیں رہتی اس میں سے ذلت جاتی رہتی ہے اور عزت حاصل ہو جاتی۔ پس ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جس سے خدا تعالیٰ دوست بن جائے اور صرف منہ سے کہنے کا فائدہ نہیں نہ فتوؤں بازی سے کام چل سکتا ہے اور نہ الٹے فائدہ ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی انجمن بنالیں یا کارخانے کھول لیں یہ سب باتیں جزوی ہیں جو شخص ادنیٰ باتوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے اُسے چاہیئے کہ

پہلے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ڈال دے

تو ایسی حالت اگر قوم کے لئے بھی حاصل ہو تو دنیا میں تغیر پیدا کر دیتی ہے کیا تم دیکھتے نہیں کہ دو بادل ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو ان سے چمک پیدا ہوتی ہے اور تاریک رات کو روشن کر دیتی ہے پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ بندہ اور خدا آپس میں مل جائیں اور

یادِ مشہود

اور

درخواستِ دعائے نعم البدل

(رقم فرمودہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی)

عزیزی سید مسعود احمد اور عزیزہ امۃ الرؤف بیگم کا پوتی کا بیٹا سید مشہود احمد جو بہت پیاری اداؤں والا بچہ نیز اپنی عمر سے بڑھ کر ذہین اور خوش خلق بچہ تھا۔ چھوٹی عمر ہی کر آیا تھا اسے ہمارے پیارے مولا نے بُلا لیا۔ اس جُدائی سے سب عزیزوں کے دل غمگین طبعی طور پر ہو گئے۔ اس کی والدہ اور نیز دادی عجب بعد باپ نیز منصور احمد اور ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ پر یہ صدمہ بہت اثرانداز ہوا۔ درخواست ہے کہ سب احمدی بھائی بہن ان کے لئے خیر سے نعم البدل نیک خادم دین عطا ہونے کی دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ اور ساتھ ہی عزیزہ امۃ الشکور میری نواسی عزیزہ ناصر احمد کی بیٹی اور عزیزہ امۃ القدوس بیگم مرزا وسیم احمد کے لئے بھی بہت دعا فرمائیں۔ ان دونوں کے ولادت پھر ہونے والی ہے۔ دونوں کے لڑکے مردہ پیدا ہو چکے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ زندگی والے صحیح و سالم ماؤں کی بھی صحت اور زندگی کے ساتھ ان کو بیٹے نیک خادم دین بلند اقبال عطا فرما کر خوشی دکھائے ـــ مندرجہ ذیل چند شعر مشہود کی یاد میں کہے تھے۔ والسلام   مبارکہ

مُسکرا کر جس نے سب کے دِل لُبھائے چل بسا
پیار کرتے تھے جسے اپنے پرائے چل بسا

خُلق اس معصوم کا اُس کی ادائیں دلنشیں
بھولنا چاہیں بھی گر تو بھولنا ممکن نہیں

بھولے بھالے مُنہ سے وہ باتیں نرالی آن سے
ننّھے مُنّے پاؤں سے چلنا وہ اس کا شان سے

کشتیٔ عمرِ رواں یکدم کدھر کو مُڑ گئی
اِک ہَوا ایسی چلی کہ گھر کی رونق اُڑ گئی

چار دن ہنس کھیل کر مشہود رخصت ہو گئے
کِھل کے کُمہلائے مسرت داغِ حسرت دے گئے

نقشِ دِل پر ایک تصویرِ خیالی رہ گئی
گود ماں کی بھر کے پھر خالی کی خالی رہ گئی

اپنی رحمت سے الٰہی جلد دے نعم البدل
یہ دلِ فرقت زدہ بے چین پھر پا جائیں کل

(کل بمعنی سکون و آرام)

اعلانِ نکاح

مورخہ ۳/۲ کو مکرم قریشی محمد عقیل صاحب مالک احمدیہ کمپنی شاہجہانپور نے مسمّی منیر احمد خان ولد عبد القدیر خان صاحب قوم پٹھان عمر ۱۹ سال ساکن موضع اودے پور کٹیا تحصیل و ضلع شاہجہانپور کا نکاح مبلغ ایک ہزار روپیہ حق مہر پر مسماۃ رحیم بی بی بنت یوسف علی خان صاحب قوم پٹھان بعمر ۱۵ سال اودے پور کٹیا تحصیل و ضلع شاہجہانپور پڑھا۔

اس موقعہ پر مکرم عبد القدیر خان صاحب نے بطور شکرانہ مبلغ پچیس روپیہ اپنے لڑکے منیر احمد خان صاحب کے نکاح کی خوشی میں دیئے اور لڑکی کے والد صاحب یوسف علی خان صاحب نے مبلغ پانچ روپیہ اعانت اخبار بدر کے لئے دیئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار فضل الٰہی خان درویش مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان
حال نزیل شاہجہانپور

ضرورتِ رشتہ

خاکسار ارشاد احمد عمر ۴۴ سال پیشہ پینٹری۔ قوم شیخ۔ ساکن امروہہ۔ آمد ماہوار ڈیڑھ سو روپیہ ہے۔ پہلی بیوی موجود ہے جس سے چار بچے ہیں۔ ان کی دماغی حالت درست نہیں ہے اور خانگی انتظام درہم برہم رہتا ہے اگر عقد ثانی کی ضرورت ہے۔ ۲۰ سے ۳۰ سال تک کی عمر والی بیوہ یا کنواری رشتہ مطلوب ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت فرمادیں۔

خاکسار ارشاد احمد پینٹر محلہ لباون گنج امروہہ
ضلع مراد آباد۔ یوپی

درخواستہائے دعا

۱۔ میری دو لڑکیاں میٹرک، اور مڈل کا امتحان دے رہی ہیں۔ ان کی کامیابی و کامرانی کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار احمد اللہ احمدی ٹیچر سکنڈری سکول شوپیاں کشمیر

۲۔ ہم دونوں اس سال میٹرک کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں جو ۱۶ مارچ سے شروع ہے۔ احباب جماعت ہم دونوں کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ نمبروں پر کامیاب فرمائے۔ آمین

خاکسار عبد الحکیم وانی و سید محمد امین آسنور کشمیر

۳۔ میرا لڑکا سید کمال الدین سائنس کالج فسٹ ایر کا امتحان ۱۷ تاریخ اس ماہ سے دے رہا ہے۔ دوسرا لڑکا سید نظام الدین ہائی سکول میں دسویں جماعت کا امتحان دے رہا ہے۔ تیسرا لڑکا سید بشیر الدین ساتویں جماعت کا امتحان دے رہا ہے۔ اس لئے بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تینوں بچوں کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار ڈاکٹر سید جلال الدین پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بسنہ ایم۔ پی۔

ضرورتِ رشتہ

مجھے اپنی دو لڑکیوں کے لئے موزوں رشتہ مطلوب ہے۔ دونوں کی عمر ۱۶ اور ۱۳ سال ہے۔ گھریلو تعلیم یافتہ اور امور خانہ داری سے واقف ہیں۔ بڑی لڑکی کی تعلیم اردو، انگریزی اور ہندی اور چھوٹی کی اردو، ہندی ہے۔ دونوں قبول صورت و سیرت ہیں۔

رشتہ کے لئے اپنا فوٹو روانہ کریں جس کی پشت پر نام، عمر، رنگ اور روزگار کی وضاحت ہو تا فیصلہ کرنے میں سہولت رہے۔ قادیان کے رشتہ کو ترجیح دی جائے گی

خاکسار مرزا امیر بیگ سپلائی آفس
گونڈہ۔ یوپی۔

مسئلہ وفات و حیاتِ مسیح اور اخبار "صداقت" پٹنہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مظفرپور بہار

اخبار "صداقت" پٹنہ میں حیاتِ مسیح کے موضوع پر مولانا عبدالسبحان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا جواب معزز قارئین "بدر" کی ضیافت طبع کے لئے درج ذیل ہے یہ مضمون اخبار مذکور کو بھی بھجوایا گیا ہے۔

"صداقت" ۵ ارفروری میں حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع پر مولانا عبدالسبحان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں قرآن کریم کی بعض آیات اور احادیث کو غیر مستعمل معانی پہنانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ملا آغاز کلام میں مولانا نے "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات" آیت کریمہ پیش کی ہے اس آیت کریمہ میں "من قبلہ الرسل" کے الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت سے ہی استدلال صحابہ کرام کے سامنے خلیفہ منتخب ہونے سے بھی پہلے پیش کیا تھا اور صحابہ کرام نے بھی خاموش رہ کر اس استدلال کو اجماعی حیثیت دے دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ حضورؐ سے سینکڑوں سال قبل مبعوث ہوئے تھے لہٰذا وہ بھی اس آیت اور صحابہ کرام کے سب سے پہلے اجماع کی رو سے وفات پا چکے ہیں۔

مولانا موصوف نے اس آیت کے بالمقابل "ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام" کو پیش کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"افان مات الخ یہ بات کو ثابت کرتا ہے کہ نزول آیت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی گذر جائیں گے"

(صداقت ۱۵ رفروری ۱۹۶۹ء)

پھر فرماتے ہیں:۔

"لیکن آیات نزول کے بعد حضرت عیسیٰ کا گذر جانا ثابت نہیں ہوتا"

"افان مات" کے الفاظ سے مولانا کا استدلال بناء فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ اس کے معنے ہیں کیا اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائے ہیں۔ پس ان الفاظ سے حضورؐ کی حیات تو ثابت ہو سکتی ہے اور اس کے مقابل پر "ما المسیح ابن مریم" کے ملحقہ الفاظ "وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام" سے بالبداہت ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے تھے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مریمؑ راستباز تھیں اور یہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے "کانا یاکلان الطعام" ماضی استمراری ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ محترمہ اب کھانا نہیں کھاتے بلکہ زمانہ ماضی میں کھانا کرتے تھے۔ لہٰذا وہ دونوں بوقت نزول آیت مذکورہ وفات پا چکے تھے۔ کیونکہ قرآن کریم میں یہ آیت موجود ہے کہ "وما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین" (انبیاء رکوع ۱) یعنی ان کو (انبیاء کو) ہم نے ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھاتا ہو یا ہمیشہ رہنے والا ہو۔ پس ان دونوں آیات کے متعلقہ الفاظ سے بوقتِ نزول آیات قرآنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بالبداہت ثابت ہوگی۔ فتفکر!

ملا دوسرے نمبر پر مولانا نے "ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب" پیش کر کے بتایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جس طرح جنت میں مقیم رہ کر دنیا میں تشریف لائے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنت میں ہیں جو دوبارہ تشریف لائیں گے۔ حالانکہ یہ استدلال قرآن کریم اور تاریخ کے خلاف ہے۔ نجران کے عیسائیوں نے جب مسجد نبویؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناظرہ کیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت و خدائی ثابت کرنے کے لئے دلائل پیش کئے تھے تو تاریخ و احادیث شاہد ہیں کہ اس موقعہ پر حیات و ممات مسیح کا مسئلہ ہرگز زیر بحث نہیں آیا تھا۔ البتہ عیسائیوں نے یہ کہا تھا کہ "من ابوہ" یعنی اگر عیسیٰ علیہ السلام کو یہ مقام حاصل نہیں تھا تو بتایئے کہ "اس کا باپ کون تھا" اس پر آیت "ان مثل عیسیٰ" الخ نازل ہوئی۔ کہ تخلیق آدمؑ و عیسیٰؑ میں بحیثیت پیدائش کوئی امتیاز نہیں ہے لہٰذا وہ خدا یا خدا کا بیٹا بھی نہیں ہیں۔

جنتِ آدمؑ کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ جنت ارضی تھی، فلسطین و فارس وغیرہ اس کا مقام بتایا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو بیضاوی اور یہی نظریہ درست اور صحیح ہے۔ کیونکہ وہ جنت جو وفات کے بعد ملنے والی ہے اس کے متعلق قرآن کریم کا فیصلہ موجود ہے کہ "وما ھم منھا بمخرجین" (الحجر ع ۴) یعنی جنت میں داخل ہونے والوں کو اس میں سے نکالا نہیں جائے گا۔ پس یہ آیت کریمہ مولانا کے استدلال کو باطل قرار دیتی ہے۔

ملا تیسرے نمبر پر مولانا نے "وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" پیش کرتے فرمایا ہے کہ:۔

"اہل کتاب کا ہر فرد حضرت عیسیٰ کی اصل حیثیت کو قبول کرے گا۔"

پھر اسی صفحہ کے تیسرے کالم میں فرماتے ہیں:۔

"یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰؑ کو بدنام کر رہے ہیں اور جب تک یہودیت دنیا میں قائم رہے گی اس وقت تک وہ حضرت عیسیٰؑ کو بدنام کرتے رہیں گے یہاں جس وقت یہودیت ختم ہو جائے گی ...... الخ"

مولانا کا یہ استدلال بھی قرآن کریم کی آیات کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کا ذکر کر کے فرماتا ہے "واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ" (المائدہ ع ۲) کہ ہم نے ان میں قیامت تک بغض و عداوت ڈال دی ہے۔ پس یہودیت قیامت تک قائم رہے گی۔ مولانا نے "فوق" کے لفظ کے یہ معنے لئے ہیں کہ یہودیت کا کلیۃً استیصال ہو جائے گا۔ حالانکہ جب ایک چیز موجود ہی نہیں تو اس پر فوقیت کے معنے ہی کیا ہوئے؟ پس یہودیت موجود رہیگی اور متبعین عیسیٰ قیامت تک اس پر غالب رہیں گے۔ "فوق" کے یہی معنے ہو سکتے ہیں۔ مولانا "لیؤمنن" کے معنے حضرت عیسیٰؑ کی اصلی حیثیت کو قبول کرنے کے لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کے معنے ایمان لاتے ہیں یا رکھتے ہیں کے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت کے معنے ہمارے نزدیک کیا ہیں سو وہ درج ذیل ہیں:۔

"اہل کتاب کا ہر فرد اپنی موت سے پہلے مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھتا ہے۔"

ان معنوں کی رو سے "بہ" کی ضمیر کا مرجع "انا قتلنا المسیح" ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کی پُرزور تردید فرمادی ہے۔ لیکن اہل کتاب کا ہر فرد عیسائی ہو یا یہودی مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ عقیدہ ان کی بنیاد بن گیا ہے۔ اگر یہودی اس عقیدہ سے توبہ کریں تو انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت مان کر یہودیت کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اور اگر عیسائی مسیح کی صلیبی موت کا انکار کریں تو انہیں مسئلہ کفارہ کو خیرباد کہہ کر عیسائیت کو باطل قرار دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت کی بنیاد کفارہ پر ہے۔

اس آیت کے یہ معنے لینے جو صحیح اور فصیح ہیں کہ قرآن کریم کی کوئی دوسری آیت ان معنوں سے متضاد نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ معنے پُرحکمت بھی ہیں اور پُرمعارف بھی۔ فتامل فیہ۔

ملا چوتھے نمبر پر مولانا آیت "فلما توفیتنی" کو پیش کرتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم میں موجودگی اور عدم موجودگی کی حکایت بیان کیا گیا ہے۔ حضرت علیہ السلام کی قوم سے "غیوبیت" اور غیر حاضری لفظ "توفیتنی" کے ذریعہ سے بتائی گئی ہے جو باب تفعل مصدر توفی کا فعل ہے چنانچہ اس مصدر کے مشتقات مع باب تفعل جب استعمال ہوں اللہ فاعل اور ذی روح مفعول ہو لیکن اور قوم کا قرینہ نہ پایا جاتا ہو۔ تو اس کے معنے ہمیشہ وفات اور قبض روح کے ہوتے ہیں۔ اس کے خلاف قرآن کریم سے کوئی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ پس آیت کریمہ سے بھی بالبداہت ثابت ہوا کہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم میں موجود تھے تو ان کی عدم موجودگی وفات کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔

ملا پانچویں نمبر پر مولانا نے آیت "واذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ...... الخ" پیش کی ہے۔ متوفیک کے متعلق ایک اصول سطور بالا میں بیان کر دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ "متوفی" کے معنے وفات دینے والے کے ہیں۔ بخاری شریف میں بھی متوفیک کے معنے ممیتک یعنی وفات کے بتلائے گئے ہیں۔ پس چونکہ متوفیک پہلے ہے اور رافعک بعد میں لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور بعد میں رفع ہوا۔

اس آیت کریمہ میں پہلا وعدہ متوفیک تھا جو طبعی موت سے پورا ہوا۔ قرآن کریم میں "فلما توفیتنی" کے الفاظ میں اس کا پورا ہونا بتایا گیا ہے۔ دوسرا وعدہ رافعک کا تھا جو قرآن کریم میں "بل رفعہ اللہ الیہ" کے الفاظ میں پورا ہوا۔ تیسرا وعدہ "ومطھرک من الذین کفروا" تھا۔ سو حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ پر یہود نامسعود کے لگائے گئے گندے الزامات سے ان دونوں بزرگ ہستیوں کو جگہ جگہ قرآن کریم میں پاک ٹھہرایا گیا ہے۔ چوتھا وعدہ "وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ" کے الفاظ میں ہے۔ یعنی یہود نامسعود پر متبعین عیسیٰ کو قیامت تک غلبہ ہوگا۔ سو یہ غلبہ ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ لہٰذا یہ چاروں وعدے پورے ہوئے اور غلبہ کا وعدہ قیامت تک ممتد ہے۔ پس اول تو متوفیک کا وعدہ پہلے ہے

سو وہ پہلے پورا ہوا۔ اور ان تین وعدوں کے پورا ہونے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ دوم چوتھا وعدہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ لہٰذا حضرت عیسےٰ علیہ السلام قیامت سے قبل کسی صورت میں بھی اس دنیا میں نہیں آ سکتے۔ اور قیامت کے بعد آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس کے بعد "ثم الیّ مرجعکم" کے الفاظ ہیں "کم" جمع کی ضمیر ہے جو پھر قیامت کے دن حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین و مخالفین اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونگے اور وہ اختلافات کے فیصلہ کا دن ہوگا۔

۲۔ چھٹے نمبر پر مولانا موصوف نے حدیث نبوی کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم' پیش کی ہے یعنی صحابہ رضوان سے مخاطب ہو کر حضور نے فرمایا کہ اس وقت تمہاری کیسی حالت ہوگی۔ جبکہ تم میں ابن مریم نازل ہونگے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے۔ مولانا فرماتے ہیں:۔

"لفظ "فیکم" میں یہ نکتہ ہے کہ وہ آنے والا ابن مریم سرزمین عرب میں نازل ہوگا نہ کہ قادیان میں۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشگوئی میں لفظ "فیکم" کو استعمال کیا۔"

ہم کہہ سکتے ہیں کہ مولانا موصوف کی یہ تاویل نامناسب ہے۔ کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے "سرزمین عرب" کو اس حدیث میں مخاطب نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ مخاطب کی ضمیر استعمال فرما کر بار بار اس حدیث میں صحابہ کرام کو مخاطب کیا گیا ہے اور صحابہ کرام میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے بلال رضی حبشی بھی، اور صہیب رضی رومی بھی۔ پس مولانا کے استدلال کا سقم ظاہر و باہر ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں بار بار ضمائر مخاطب سے حضور نے صحابہ کرام کو مخاطب فرمایا ہے لیکن صحابہ کرام یکے بعد دیگرے مولائے حقیقی سے جا ملے اور ان میں ابن مریم نازل نہ ہوئے۔ لہٰذا صحابہ سے مراد مثیل صحابہ لئے جائیں گے۔ اور ابن مریم سے مثیل ابن مریم۔ جس کا ثبوت سورہ جمعہ اور بخاری شریف سے ملتا ہے۔ وہ رجل فارس اور مسیح و مہدی بھی ہے۔

مولانا موصوف آخر میں فرماتے ہیں:۔

"وامامکم منکم کے متعلق احمدی جماعت کہتی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسےٰ نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ بنی اسرائیل سے ہیں۔ اور آنے والا ابن مریم اسی امت سے ہوگا اس کا جواب ایسا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کافۃ للناس بشیرا ونذیرا اور رحمۃ للعالمین کی حیثیت سے ظاہر ہوئی اس لئے یہاں بنی اسرائیل وغیرہ کی کوئی تفریق نہیں ہے۔"

الجواب۔ امامکم منکم کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیلی ابن مریم نہیں ہے بلکہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ اور حدیث نبوی کی رو سے حضور کی پانچ خصوصیتوں میں سے یہ ایک خصوصیت اور فضیلت ہے۔ باقی انبیاء کرام ایک ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے لیکن حضور کی بعثت بلا امتیاز سب کیلئے ہے۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسےٰ بنی اسرائیلی کی بعثت بھی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہوئی ہے یا ہو گی؟ قرآن کریم بھی صریح الفاظ میں، مولانا کے اس استدلال کو باطل قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو "رسولًا الیٰ بنی اسرائیل" قرار دیا گیا ہے۔ فتدبّر فی ھٰذا ان کنت من المتدبرین۔

مولانا عبد السبحان صاحب کے مضمون کا ہم جواب دے چکے ہیں۔ آخر میں ہم مولانا موصوف کی اس خوبی کا اعتراف کرتے ہیں کہ ایک اختلافی مسئلہ پر قلم اٹھاتے ہوئے مولانا نے تہذیب و اخلاق کا دامن چھوٹنے نہیں دیا۔ جبکہ دور حاضر کے کثیر علماء اختلافی مسئلہ پر جب کچھ لکھنے یا بولنے لگتے ہیں تو پہلے وہ آپے سے باہر ہو کر تہذیب اخلاق سے عاری دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ ایک خطرناک بیماری ہے جو بعض علماء کے قلوب میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی چیز قوم کی ہلاکت کا باعث بن چکی ہے۔ جس دن یہ جڑ کٹ جائے گی وہ دن قوم مسلم کے لئے نہایت مبارک دن ہوگا۔ پس ہم مولانا سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا دلائل پر غور فرما دیں۔ اور اگر کوئی بات تشنۂ وضاحت رہ گئی ہو تو بلا جھجک تحریر فرما دیں۔ انشاء اللہ اس کی وضاحت حسب استعداد کر دی جائے گی۔

اب ہم مدیر محترم "صداقت" سے بھی مؤدبانہ استدعا کرتے ہیں کہ جبکہ اس اہم مذہبی وعلمی موضوع کو انہوں نے اپنے اخبار میں جگہ دی ہے تو براہ کرم وسعت نظری سے کام لیتے ہوئے چند مرتبہ اپنے موقر اخبار میں مضامین کا تبادلہ ہونے دیں تاکہ مسلمان اس موضوع کے دونوں پہلو ملاحظہ کر سکیں جبکہ بعض غیر احمدی علماء بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ مثلاً مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم (ملاحظہ ہو "ملفوظات آزاد")

فتح و ظفر کے پچاس سال (بقیہ صفحہ ۲)

قیام عمل میں آیا۔ جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد اور وسعت کے پیش نظر آپ نے اس اہم صیغہ کا اجراء ضروری خیال فرمایا۔ تا جماعت کے افراد اپنے اندرونی تنازعات کے وقت اس صیغہ کی طرف رجوع کریں اور سرکاری عدالتوں میں روپیہ اور وقت ضائع کرنے کی بجائے گویا گھر کا فیصلہ گھر پر ہی ہو جایا کرے۔ اور تمام مقدمات شریعتِ اسلامی کے مطابق فیصل ہوں۔ چنانچہ اس صیغہ کے اجراء کے ساتھ آپ نے جماعت کے ہزاروں ہزار روپیہ بچا دئے۔ اور جو ناگوار اثرات اخلاقی لحاظ سے قانونی عدالتوں کی فضا میں پیدا ہو سکتے ہیں اُن سے جماعت کے لوگوں کو محفوظ کر دیا۔ اسی طرح ایسے مقدمات کے نتیجہ میں بعض اوقات جو پارٹی بازی کی صورت پیدا ہونے لگتی ہے اس کا خطرہ بھی جاتا رہا۔

یاد رہے کہ قضا میں صرف ایسے ہی تنازعات پیش ہوتے ہیں جو یا تو محض دیوانی حقوق کا رنگ رکھتے ہیں یا وہ حکومتِ وقت کے قانون کے ماتحت قابل دست اندازی پولیس نہیں سمجھے جاتے ہیں۔ واجب الاطاعت امام کے ہاتھ میں ہاتھ دینے سے ہر بیعت کنندہ اپنے اندر ایک تازہ اور زندہ ایمان پاتا ہے۔ جس کے سامنے دین کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنا اُس کی نگاہ میں کچھ مشکل نہیں رہتا۔ چنانچہ اس اعلےٰ درجہ کے انقلابی اور زندہ ایمان کا کرشمہ ہے کہ جب بھی حضرت امام ہمام نے جماعت احمدیہ کو کسی دینی قربانی کے لئے دعوت دی تو جماعت نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا اور اس تحریک کو ہر طرح سے کامیاب بنایا۔ جماعت کی فدائیت اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کی نظیر سوائے روحانی جماعتوں کے اور کہیں نہیں ملتی۔ اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی بات میں وہ اثر رکھا ہے جو برگزیدہ بندوں کا خاصہ ہے۔ چنانچہ اسی جذبہ خلوص و اطاعت کے تحت جب آپ نے جماعت میں وقفِ زندگی کی تحریک جاری فرمائی تو سینکڑوں افراد میدان میں آ گئے۔ اور دین کے لئے اپنے مالوں کے علاوہ جانوں کو بھی پیش کر دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ یہی واقفینِ زندگی ہیں، جو اس وقت اپنے عزیز وطنوں کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال سے جدا ہو کر دور دراز ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کا کام سر انجام دے رہے ہیں (باقی)

درخواستہائے دُعا

۱۔ میرے بھائی مسمّی عبد السلام صاحب آف حیدر آباد دکن ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ دورے پڑتے رہتے ہیں جس سے ان کی صحت زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ کمزوری زیادہ ہے۔ نیز ملازمت کا معاملہ زیر غور ہے۔ تمام احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے میرے بھائی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ نیز دعا فرمادیں کہ خدا تعالےٰ ملازمت پر بحال رکھے اور چھوٹے بچوں اور بیوی کی پرورش کا بہتر سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

۲۔ میرا بھانجہ عزیزم میر محمد اسحٰق صاحب تنویر ایم۔ اے حیدر آباد دکن عنقریب پی۔ ایچ۔ ڈی کرنے کے لئے انگلینڈ روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے عزیز کی نمایاں کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ نیز دعا فرمادیں کہ خدا تعالےٰ ہر دو عزیز کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

خاکسار
شیخ محمود احمد سعید فاضل واقفِ زندگی ربوہ

یوم مصلح موعود کی مبارک تقریب پر

مختلف مقامات میں ایمان افروز کامیاب جلسے

بنگلور

مورخہ ۲۴ر فروری زیر صدارت مکرم بی۔ ایم عبدالرحیم صاحب صدر جماعت بنگلور عزیزم بشارت احمد کی تلاوت اور محمد ظفر اللہ صاحب کی نظم خوانی سے یوم مصلح موعود کا آغاز ہوا۔ سیکرٹری دعوت و تبلیغ نے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام شادی کرے گا اور اس کے اولاد بھی ہوگی اور نعمت اللہ شاہ ولیؒ کے قصیدہ سے "پسرش یادگار مے بینم" کی پیشگوئیوں کا حضرت مصلح موعود کی ذات بابرکات میں پورا ہونا ثابت کیا۔ محمد صبغۃ اللہ صاحب نے سبز اشتہار کا متن سنایا۔ مولوی محمد امام صاحب نے اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے احباب جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جو دوگنی ہوگئی ہیں۔ محمد عنایت اللہ صاحب نسیم نے "مصلح موعود کا ظہور اور ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر اپنا مقالہ پڑھا۔ محمد صبغۃ اللہ صاحب نے بھی ایک مضمون "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" پڑھا۔ بی۔ ایم خلیل احمد صاحب نے حضرت اقدس مصلح موعود ایدہ اللہ کے اعلان مصلح موعود کے اقتباس پیش کئے۔ مکرم بی۔ ایم بشیر احمد صاحب نے قرآن مجید کے حوالہ سے ثابت کیا کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ اپنی طرف سے ایک مضمون بنا کر خدا کا الہام کہتے تو ضرور خدا تعالیٰ رگ جان سے پکڑ کر سزا دیتا لیکن حضور اقدس کی پیشگوئی کا ایک ایک لفظ پورا ہونا منجانب اللہ ہونے پر شاہد ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" پر اظہار خیال فرمایا۔ اور حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے قبول احمدیت سے استدلال فرمایا۔ آخر میں مرزا عبدالرحمن بیگ صاحب نے "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ" پر اپنا مضمون سناتے ہوئے حضرت مصلح موعود کے اس چیلنج کا ذکر کیا کہ "کوئی شخص کسی علم کے متعلق سوال کرے اس کا جواب قرآن مجید سے دیا جائے گا" قرآن مجید کے تراجم تفسیر کبیر کے کارنامہ کو بھی پیش کیا گیا۔ جناب صدر صاحب کے ریمارکس اور دعا پر یہ مجلس برخواست ہوئی۔ جماعت کے دوستوں کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں نے بھی شرکت فرمائی۔ خدا تعالیٰ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار مرزا عبدالرحمن بیگ
سیکرٹری دعوت و تبلیغ بنگلور

لجنہ اماء اللہ بنگلور

مورخہ ۲۴ر فروری ۱۹۶۶ء لجنہ اماء اللہ بنگلور کا جلسہ چار بجے خاکسارہ کے مکان پر منعقد ہوا۔ اور یوم مصلح موعود منایا گیا۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ مقامی موجود نہ تھیں اس لئے محترمہ محبوب بیگم صاحبہ نے صدارت کی۔ لجنہ کی تمام ممبرات حاضر تھیں۔ ان کے علاوہ غیر احمدی مستورات بھی کثیر تعداد میں حاضر جلسہ تھیں۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد نظم عزیزی رضوانہ نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرمہ سلیمہ خاتون صاحبہ و مکرمہ میمونہ بیگم صاحبہ نے پیشگوئی مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف پہلوؤں پر مضامین تیار کر کے پڑھے۔ مکرمہ وسیم النساء صاحبہ نے بھی ایک مضمون "مصلح موعود کا پس منظر" بیان کیا اور آپ کے پرشوکت و پر عظمت ہونے کے الہامی الفاظ کے پورا ہونے پر روشنی ڈالی اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل صحت و درازیٔ عمر کے لئے اور سلسلہ عالیہ کی ترقی کے لئے دعا کی۔ بعدہٗ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تمام حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسارہ اختر بیگم سیکرٹری لجنہ بنگلور

مرکرہ

جماعت احمدیہ مرکرہ کے زیر اہتمام مورخہ ۲۸ر فروری ۱۹۶۶ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں زیر صدارت مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس مبارک جلسہ میں جماعت کے تمام احباب نہایت ہی ذوق و شوق سے شامل ہوئے۔

مکرم جناب کویا حسن صاحب کی تلاوت اور مکرم جناب بی۔ ایچ اسماعیل صاحب کی نظم خوانی کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا۔

سب سے پہلے خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر بیان کرنے کے بعد وہ تمام الہامی فقرات پڑھ کر سنائے جو کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پسر موعود کے متعلق بتائے تھے۔ نیز خاکسار نے مخالفین احمدیت کی طرف سے اس پیشگوئی پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ وہ تمام علامات جو کہ مصلح موعود کے سلسلہ میں بتلائی گئی تھیں پوری ہوگئیں۔ دوسری تقریر مکرم ایم۔ ای محمد صاحب کی تھی انہوں نے بتایا کہ کسی مدعی ماموریت من اللہ کی صداقت کو پہچاننے کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ۔ یعنی خدا تعالیٰ غیب کی باتیں صرف اپنے مامور اور رسولوں پر ہی ظاہر کیا کرتا ہے۔ اس تمہید کے بعد مقرر نے پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ اس پیشگوئی کا حرف بحرف پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔

تیسری تقریر مکرم کے۔ ایس عمر صاحب کی زیر عنوان "خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی" تھی۔ انہوں نے ان تمام اندرونی اور بیرونی فتنوں کا ذکر کر کے بتایا کہ ان مواقع میں خدا تعالیٰ نے کس طرح مصلح موعود کی مدد کی۔ اور ہر میدان میں آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔

اس کے بعد کویا حسن صاحب نے آپ کی نعتیہ نظم بزبان ملیالم نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

چوتھی تقریر مکرم جناب بی۔ ایچ اسماعیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی تھی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف اشتہارات میں سے حوالجات پیش کر کے مصلح موعود کی پیدائش کی میعاد کا ذکر کیا اور بتایا کہ اس میعاد کے مطابق ہی وہ مصلح موعود پیدا ہوا ہے۔

پانچویں تقریر عزیزم محمد شریف صاحب کی "وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا" کے عنوان پر تھی انہوں نے اپنی تقریر میں مصلح موعود کے علمی کارنامے تصانیف اور خصوصاً قرآن کریم کی بے نظیر تفسیر کا ذکر کیا۔

آخری تقریر عزیزم بی۔ کے عمر صاحب کی تھی۔ انہوں نے الہامی لفظ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" کے عنوان پر وضاحت کی کہ آج کس طرح تمام اکناف عالم میں خدا تعالیٰ نے اس مصلح موعود کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا ہے اور آج یہ سلسلہ بین الاقوامی حیثیت کا مالک بن چکا ہے۔ اس علامت کا پورا ہونا حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعود کی صداقت کی روشن اور ناقابل تردید دلیل ہے۔

اس کے بعد صاحب صدر نے مصلح موعود کے سلسلہ میں یہودیوں کی حدیث طالمود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت یحییٰ بن عقب اور نعمت اللہ ولی صاحب کی پیشگوئیوں کا تفصیل سے ذکر کیا نیز ان تمام علامتوں کا جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود کو بتائی گئی تھیں۔ یہ ایمان افروز واقعات سے پُر تقریر نہایت توجہ سے سنی گئی۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد یہ مبارک تقریب نہایت کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ بات بیان کرنا قابل ذکر ہے کہ اس جلسہ کے بعد تمام حاضرین کی بعض افراد کی طرف سے مٹھائی اور دیگر لوازمات سے تواضع کی گئی۔

خاکسار جی۔ ایس احمد سیکرٹری تبلیغ
انجمن احمدیہ مرکرہ

کینانور

۱۸ر فروری ۱۹۶۶ء آج بعد نماز عشاء یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں زیر صدارت مکرم جناب این حامد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کینانور ایک جلسہ احمدیہ مسجد میں منعقد ہوا۔

خاکسار کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم محی الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم محمود کی آمین خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مکرم جناب این عبدالرحیم صاحب ایڈیٹر ستیہ دوتن نے پیشگوئی مصلح موعود کے پس منظر اور اس کے مصداق کے زیر عنوان نہایت ہی اچھے پیرائے میں تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ انیسویں صدی کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد ایک واقعہ عظیم ہے۔ آپ نے اپنی صداقت کے معیار کے طور پر کئی دلائل اور نشانات دنیا کے سامنے پیش فرمائے۔ ان میں پیشگوئی مصلح موعود بڑی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ قابل مقرر نے مذکورہ پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ہوشیارپور میں چالیس روزہ چلہ کشی اور اس کے نتائج پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد آپ نے اس پیشگوئی کے سلسلہ میں کئے گئے اعتراضات اور الزامات کا نہایت ہی واضح رنگ میں جواب دیا۔

اس تقریر کے بعد جو کہ نصف گھنٹہ تک رہی مکرم عبدالعزیز صاحب نے خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم سنائی۔

دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ میں نے پیشگوئی میں بتائی گئی تمام علامات کی وضاحت کرتے ہوئے ثابت کیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی ہیں جنہوں نے ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں اس مصلح موعود کے زمانہ میں جماعت احمدیہ کو حاصل شدہ عظیم ترقیوں اور کامیابیوں کا تفصیل ذکر کیا۔ اور اس کے ثبوت میں مختلف ممالک کے اخبارات و جرائد کے حوالے پیش کئے۔

... نسا... کی یہ تقریر قریباً ۵۰ منٹ تک رہی ان ہر دو تقاریر کے بعد صاحب صدر نے تمام سامعین کو نصیحت فرمائی کہ اپنی زندگی میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا کریں اور حضرت مصلح موعود کے ارشادات اور ہدایات کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔

صدارتی تقریر اور ایک پرسوز دعا کے بعد یہ بابرکت جلسہ نہایت خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اس جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا معقول انتظام تھا۔ مستورات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی ان ... لئے مسجد کی دوسری منزل پر معقول انتظام کیا گیا تھا۔

خاکسار محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ

شاہجہانپور

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عہد لجنہ اماء اللہ دہرایا گیا۔ بعد ازاں جناب قاضی ظہور الدین صاحب اکمل کی نظم

" فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء

" فرزندی جبیں پچھیاسی کو بشارت ہوئی"

امۃ الباری صاحبہ نے پڑھی۔ پھر پیشگوئی مصلح موعود ایک رحمت کا نشان" تنویر الاسلام نے مضمون پڑھ کر سنایا۔ اعجاز فاطمہ صاحبہ نے "رحمت کا نشان پیشگوئی مصلح موعود" کے مضمون پڑھا۔ امۃ الباری صاحبہ نے مبارک وجود" مضمون پڑھا۔ سائرہ خاتون نے "پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ" پڑھ کر سنائے۔ آمنہ خاتون نے "پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت احمدیہ کی اہم ذمہ داری" مضمون پڑھا۔ اور حضرت مسیح موعود کی شان مبارک میں نظمیں پڑھی گئیں۔

جلسہ کے دوران میں ۱۸ فروری کا الفضل موصول ہوا۔ خاکسارہ نے محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی رپورٹ "حضور پُرنور کی علالت کے بارہ میں اور پھر دعا" حاضرات جلسہ کو پڑھ کر سنائی۔ حاضرات کی آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ اس کے بعد ایک لمبی پُرسوز دعا کی گئی۔ اور دعا پر یہ مبارک تقریب ختم کی گئی۔ اور حضور مصلح موعود کے واسطے صدقہ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے۔ اور ہمارے آقا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو کام کرنے والی صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

مجوبی خاتون

سیکرٹری لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور

... گذشتہ ... دارالتبلیغ میں آکر تبلیغ ... اور گفتگو بابت مسیح ... ہوتی رہی ... رمضان میں دو افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے۔ آمین۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کے ماتحت ... انکار ... مقیم ہے تمام احباب کرام کی خدمت ...

... ہو گیا ... ہے ... خاکسار کو بھی مستقل طور پر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مرکرہ میں احمدیت!

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مرکرہ

مرکرہ میسور سٹیٹ کے علاقہ کورگ میں واقع ایک خوبصورت شہر ہے۔ سطح سمندر سے ۰۰ ۳۹ فٹ بلندی پر پہاڑوں کی چھاتی میں تین مربع میل پھیلی ہوئی اس سبزہ زار بستی میں قدرت نے اپنی خوبصورتی بچھا کر رکھی ہے۔ یہاں راجہ سیٹ نامی بلند مقام پر کھڑے ہو کر قدرت کے ان خوبصورت عجائبات کو دیکھتے وقت بے اختیار اس مصور حقیقی اور صانع ازل کی حمد و ثنا لبوں پر آتی ہے۔

اس بستی میں وہ تمام لوازمات زندگی موجود ہیں جو کہ ایک شہر کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے ساتھ کیرلہ اور میسور سٹیٹ کے مختلف علاقوں سے موٹر بسوں کے ذریعہ رابطہ ہے اور یہ تمام راستے (Bus Routes) پہاڑ کے دامن اور وادیوں میں سے گذرتے ہیں۔

یہاں کی کل آبادی قریباً ۱۵۰۰۰ (پندرہ ہزار) ہے۔ اکثر آبادی کورگیوں کی ہے جنہیں کسی مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ان کا اپنا کوئی مذہب ہے۔ البتہ بت پرستی ان میں رائج ہے۔ یہ لوگ مندروں اور کلیساؤں اور مقبروں میں بھی جاتے ہیں اور پھول چڑھاتے اور ماتھا ٹیکتے ہیں۔ ان کی اکثریت دنیوی عیش و عشرت میں ہی منہمک ہے یہاں کورگیوں کے علاوہ ہندو، مسلم اور عیسائی بھی آباد ہیں۔ مرکرہ کی علاقائی زبان کنڑا ہے۔ تاہم اردو اور ملیالم بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے

مرکرہ میں احمدیت

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ جنوبی ہند کے ان اہل جبل میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پہنچ گئی۔ اور آپ کے دامن سے وابستگی اختیار کرنے والے بھی پیدا ہو گئے اس علاقہ میں احمدیت کے پہنچنے کی داستان ایمان افروز واقعات سے پُر ہے۔ یہاں سے ۱۰ میل دور واقع مقام کونی ماڈ سے ایک مخلص احمدی محی الدین صاحب یہاں پر تجارت کے سلسلہ میں آیا جایا کرتے تھے۔ یہ اپنی تجارت سے زیادہ تبلیغ میں منہمک رہتے تھے۔ وہ اپنی انتھک کوششوں کے نتیجہ میں یہاں کے ایک تاجر جناب جی۔ ایس۔ احمد صاحب کو اپنے ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب ان دونوں نے احمدیت کے چرچے کو عام کرنا اور اپنے حلقۂ احباب میں تبلیغ کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح ۱۹۵۱ء کے اوائل میں جناب جی۔ ایس۔ احمد صاحب اپنے تین ساتھیوں مکرم احمد علی صاحب مکرم سہیل صاحب اور مکرم حسن ابا صاحب سمیت کالیکٹ گئے اور محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے مرکرہ میں احمدیت کی تخم ریزی فرمائی۔ جب بیعت کے بعد یہ لوگ مرکرہ واپس آئے اور اپنے احمدی ہونے کا اعلان کیا تو ان کے خلاف مخالفت کا ایک طوفان اٹھا اور ان کے ساتھ وہ سلوک کئے جانے لگے جو کہ صداقت قبول کرنے والوں کے ساتھ ابتدائے آفرینش سے کئے جاتے تھے۔

بالآخر یہاں کے ایک بارسوخ مسلم لیڈر جناب خان بہادر عبدالرحمن خان صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں فریقین کے علماء آپس میں بیٹھ کر مباحثہ یا مناظرہ کی شکل میں اپنے اپنے عقائد پیش کریں تاکہ عوام کو حقیقت کا علم ہو۔

مناظرہ مرکرہ

چنانچہ اس تجویز کے مطابق جماعت احمدیہ کی طرف سے محترم مولانا عبداللہ صاحب بحیثیت مناظر اور مکرم مولوی محمد ابوالوفا صاحب و مکرم مولوی احمد رشید صاحب بحیثیت معاونین اور حزب مخالف کی طرف سے مالابار کے مشہور مخالف احمدیت ای۔ کے ابوبکر مسلیار اور پی عبدالقادر مسلیار اور ان کے معاونین مرکرہ پہنچے۔ اور مورخہ ۲۸، ۲۹ مئی ۱۹۵۱ء دو دن بعنوان "حضرت مرزا صاحب امام زمان و مہدی موعود ہیں" اور "حیات حضرت مسیح ناصری" پر زیر صدارت جناب خان بہادر عبدالرحمن خان صاحب مناظرہ ہوا۔ پہلے عنوان کی مدعی جماعت احمدیہ اور دوسرے عنوان پر مدعی اہلسنت والجماعت تھی

اس مناظرہ کی تفصیلی روئداد کی یہاں گنجائش نہیں۔ تاہم مختصراً عرض ہے کہ اس مناظرے میں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو حسب سابق نمایاں اور عظیم الشان فتح عطا فرمائی جس کے نتیجہ میں مناظرہ کے معاً بعد چار اور احباب نے بیعت کر کے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں میں شامل کر دیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ثلاثة من الاولین و ثلاثة من الآخرین (؟) کا مصداق بنایا۔ اسی روز محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل نے یہاں پر ایک جماعت کی بنیاد ڈالی۔ اور باقاعدہ ایک انجمن کی تشکیل دی۔

مخالفوں کی کذب بیانی اور اس کا اثر

اس کے بعد ایک رسالہ ہدایۃ المؤمنین نے اپنی ایک اشاعت میں یہ سفید جھوٹ شائع کرایا کہ اس مناظرہ کے بعد چھ قادیانیوں نے توبہ کر لی ہے اور عوام نے نعرۂ تکبیر سے ان کا استقبال کیا ہے۔

اس کذب بیانی کا جواب جماعت احمدیہ کے تمام افراد کی طرف سے مقامی اخبار "پادر شکتی" (؟) میں یہ شائع کروایا کہ "ہدایۃ المؤمنین کی اس رپورٹ میں سچائی اور صداقت کا شائبہ تک نہیں مناظرہ سے پہلے ہم صرف چار افراد احمدی تھے اور اب مناظرہ کے بعد مزید چھ احباب بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور ہم بفضل تعالیٰ صدق دل اور کامل یقین سے اب جماعت احمدیہ سے وابستہ ہیں اور ہم میں سے ایک فرد نے بھی احمدیت کو نہیں چھوڑا۔ اور نہ ہی کسی نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے ہم میں سے کسی کا استقبال کیا ہے۔ مرکرہ شہر اس بات کا گواہ ہے۔

افراد جماعت کے اس دلیرانہ اعلان کے بعد ایک ادی شبا نامی مسلمان نے اسی اخبار کی ۱۲ر اگست کی اشاعت میں اس کذب بیانی کو کہ سات افراد نے احمدیت سے توبہ کی ہے شائع کروایا اور ساتھ ہی ان افراد کے نام بھی درج کر دیئے۔ حالانکہ ان ساتوں میں سے کسی کو بھی احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ مزید برآں ان میں سے دو فرضی نام تھے۔ مذکورہ جھوٹے اشتہار کا جواب اسی اخبار میں جناب سکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کرایا جس میں ان پانچوں افراد کے دستخطوں سمیت ایک حلفیہ بیان بھی تھا۔ انہوں نے صاف لفظوں میں اس بات کا اقرار کیا کہ ہم میں سے کسی نے بھی مناظرہ سے قبل یا اسکے بعد احمدیت قبول نہیں کی تھی اس لئے مسٹر ادی شبا صاحب کا مذکورہ بیان سراسر جھوٹ اور کذب پر مشتمل ہے۔ ان پانچوں نے خدا تعالیٰ کے نام پر قسم کھا کر یہ سطور لکھی ہیں۔

یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ ان پانچ افراد میں سے ... یوسف ... ایس عمر صاحب۔ ڈرائیور ابراہیم صاحب۔ ایم زین الدین صاحب نے بعد میں بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔

غرض جس قدر مخالفت ہوئی اسی قدر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کو ترقی اور کامیابی عطا فرمائی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جماعت کی تعداد مرد، عورتیں اور بچے سب ملا کر ۱۲۰ افراد تک پہنچ چکی ہے۔ اس طرح خدائی وعدہ افلا یرون انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها افهم الغالبون کا نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔

اس چھوٹی سی اور مخلص جماعت نے اپنی طرف سے ۱۲۰۰۰/- (بارہ ہزار روپے) خرچ کر کے ایک خوبصورت اور دیدہ زیب دو منزلہ بلڈنگ خرید لی ہے جو کہ بطور مسجد اور دارالتبلیغ استعمال کی جا رہی ہے۔

اب یہاں باقاعدہ دینی درسگاہ اور اردو کلاس کھولے گئے ہیں۔ نیز ہر جمعہ بعد نماز مغرب مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کا مشترکہ اجلاس منعقد ہوتا ہے جس میں جماعت کے بچے، جوان اور عمر رسیدہ بھی ذوق و شوق سے شامل ہوتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ جماعت کے تمام افراد مخلص اور دیندار ہیں اور سلسلہ کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہیں۔ محترم مولوی عبداللہ صاحب فاضل گاہے بگاہے یہاں تشریف لانے اور مناسب ہدایات و راہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں ایک اچھا تبلیغی ماحول پیدا ہو رہا ہے مسلمان اور عیسائی حضرات زیر ... ۴۲

(باقی ... ملاحظہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے دو پیغام

(۱) احبابِ جماعت کے نام :- اضافہ چندہ جات کیلئے

"آپ چندوں کو بڑھاؤ۔ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ کیونکہ جتنا تم زیادہ دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جائیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہو گی مگر خدا تعالیٰ کیلئے بڑی نہیں۔"

(۲) عہدیدارانِ جماعت کے نام :-

بقایا داران اور ریٹ سے کم شرح افراد کی اصلاح کیلئے

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے۔ پس میں تمام امراء و سیکرٹریان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

احباب جماعت و عہدیداران کرام! اپنے نام اپنے امام کے مندرجہ بالا پیغام کو پڑھیں اور اس کے جواب میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے اپنی ذاتی اور خاندانی مشکلات کے مقابل پر سلسلہ کی مشکلات کو مقدم رکھتے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جملہ امراء۔ صدر صاحبان مبلغین کرام سیکرٹریانِ مال اور دیگر احباب جماعت سے اس بارے میں خاص کوشش ولانے کی درخواست ہے تاکہ خدا تعالیٰ کے وعدوں کو پورا کرنے میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے فضل سے فرض شناسی اور حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر لبیک کہنے کی عملی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

ولادت مکرم قریشی فضل حق صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے ہاں ایک اور بچی مورخہ ۸؍مارچ ۱۹۶۴ء کو تولد ہوئی۔ احباب نومولودہ کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک صالحہ بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔ آمین۔

(ادارہ بدر)

ادائیگی بقایا جات کی اہمیت

ارشاداتِ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب صرف ۱½ ماہ باقی رہ گیا ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد بہت کم ہوئی ہے اور بعض جماعتیں اور بہت سے افراد ایسے بھی ہیں کہ جو کثیر رقوم کے بقایادار چلے آ رہے ہیں حالانکہ اپنا بجٹ سو فیصدی پورا کرنا ہر فرد اور جماعت کا اولین فرض ہے۔ اور اسی بارہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں نہ سلسلہ پر احسان ہے نہ خدا پر احسان ہے جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے اور جس قدر کمی رہی ہے وہ اس کے نام لکھا جاتا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا تو جب خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گا۔ خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں بقایا ادا کر کے آؤ۔"

بعض احباب مالی مشکلات۔ اخراجات کی زیادتی۔ مہنگائی اور قحط سالی کا عذر کرتے ہیں ایسے احباب کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد ہر وقت اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں کہ :-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات کی تعمیل میں ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بلند کر دیں اور جماعت کے عہدیداران کرام بقایا دار۔ بے شرح اور نادہند افراد کی اصلاح کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ اس سے جہاں سلسلہ کی مشکلات دور ہوں گی۔ وہاں اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے احباب جماعت کی مشکلات کو بھی اپنے فضل سے دور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ جملہ احباب کو عملی طور پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

اجتماعی صدقہ و دعا

مظفرپور ۱۲ر فروری۔ خطبہ جمعہ میں خاکسار نے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الفضل میں شائع ہونے والی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں صاحبزادہ صاحب نے حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی صحت کی تفصیل دے کر اجتماعی صدقہ اور دعا کی تحریک فرمائی ہے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ اجتماعی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص الخاص فضل سے صحت و تندرستی عطا فرما دے۔ اجتماعی صدقہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ ایک بکرا مقامی طور پر ذبح کیا گیا۔ کچھ مستحقین میں روپیہ تقسیم کیا گیا اور باقی رقم قادیان دار الامانت بھجوا دی گئی۔ انفرادی اور اجتماعی دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و تندرستی کی لمبی عمر عطا فرما دے۔ آمین۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مظفرپور

درخواست دعا

میرے بیٹے عزیز خورشید احمد متعلم سکنڈری ہائر سکول نے ۱۱؍مارچ ۱۹۶۴ء سے ہائر سکنڈری کا امتحان دینا ہے جس میں ڈویژن کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلئے احباب سے اس کی اعلیٰ کامیابی کے لئے باادب درخواست دعا ہے

خاکسار غلام محمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ

بانڈی پورہ کشمیر

خبریں!

کلکتہ ۹ مارچ۔ مغربی بنگال اسمبلی کے کئی فارورڈ بلاک اور چھوٹے کمیونسٹ ممبروں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اسمبلی کا ایک خفیہ اجلاس بلایا جائے۔ جس میں خاص طور پر بھارت میں پاکستانی جاسوسوں کی سرگرمیوں پر غور کیا جائے۔ سپیکر نے باضابطہ نوٹس ملنے پر اس مطالبہ پر غور کرنے کا وعدہ کیا۔ سپیکر کی توجہ اس تحریک کی طرف مبذول کرتے ہوئے ان ممبروں نے کلکتہ سے شائع ہونے والے پرجا سوشلسٹ پارٹی کے ایک اخبار کا حالیہ اشاعت میں شائع شدہ جلی خبر کا ذکر کیا جس میں یہ درج ہے کہ کلکتہ میں پاکستانی ہائی کمشنر کے ایجنٹ صوبہ میں پاکستانی عناصر پر زور دے رہے ہیں کہ وہ مقررہ وقت کے لئے تیار ہو جائیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ وقت جبکہ پاکستانی فوج بھارت پر حملہ کرے گی۔ ایک ممبر شری موترا نے کہا کہ اس اخبار میں یہ بھی درج ہے کہ صوبائی سرکار نے ان حالات سے مرکز کو مطلع کر دیا ہے۔ لہذا وہ چیف منسٹر سے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ صحیح صورت حال کیا ہے۔

نئی دہلی ۹ مارچ۔ آج لوک سبھا میں شری بھیم پرامے دریافت کیا کہ حکومت کا ان خبروں کے تئیں کیا ردعمل ہے کہ پاکستانی باشندے مشرقی اور مغربی سیکٹروں میں گوریلا جنگ شروع کرنے کی غرض سے چین میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ وزیر داخلہ شری لال بہادر شاستری نے جواب دیا کہ حکومت کو ایسی اطلاعات ملی تھیں۔ یہ عجیب حیران کن واقعات ہیں۔ جو وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ پاکستان جنوب اور سیٹو کا ممبر ہے مگر وہ چین جو اشتراکی ہے مل گیا ہے اور اس کی وجہ غالباً بھارت کے تئیں دشمنی ہے۔

پٹنہ ۹ مارچ۔ باہمی پھوٹ اور انتشار نے اپوزیشن کو لے ڈوبا۔ جبکہ حلقہ پٹنہ کے ضمنی چناؤ کے نتیجہ کا اعلان کیا گیا۔ اس کے مطابق وہاں کانگرسی امیدوار شری امراؤ سنگھ ۵، ۲۷ ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہو گئے۔ اور اپوزیشن متحدہ محاذ کے شری کشمیر سنگھ اور سنت گروپ کے شری دیدار سنگھ بگ دونوں ناکام رہے۔ ریٹرننگ افسر کے اعلان کے مطابق حلقہ میں کل ۴۰۰۵۰ ووٹ پڑے۔ جن میں ۵۰۰۱ ووٹ مسترد ہو گئے باقی ۳۵۰۴۹ جائز ووٹوں میں سے شری امراؤ سنگھ کانگرس کو ۱۴۰۳۳ ووٹ ملے۔ شری دیدار سنگھ بگ (سنت گروپ اکالی دل) کو ۷۸۱۱ اور شری کشمیر سنگھ (متحدہ محاذ) کو ۴۲۷۳ ووٹ ملے۔ تینوں آزاد امیدواروں کی ضمانت ضبط ہو گئی۔

نئی دہلی ۹ مارچ۔ آج لوک سبھا میں اپوزیشن کی وہ تحریک التوا ناکام رہی جس کا مقصد گذشتہ چھ مارچ کو مغربی بنگال میں کوپٹر کے اترنے کے واقعہ پر بحث کرنا مقصود تھا۔ اس تحریک کے لئے مطلوبہ ۵۰ ممبروں کی حمایت حاصل نہ ہو سکی۔ تحریک پر دستخط کرنے والوں میں پروفیسر ہیرن مکرجی۔ شری کامتھ اور شری پرکاش ویر شاستری شامل تھے۔ وزیر دفاع شری چوہان نے پاکستانی ہیلی کوپٹر کے اترنے کی تصدیق کی اور کہا۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ غلطی سے بھارتی علاقہ میں اتر گیا تھا۔

نیو یارک ۹ مارچ۔ سکیورٹی کونسل کے صدر شری جیمو چیو کومنا نگ مین نے آج پاکستان کی مسئلہ کشمیر کے بارے میں کونسل کے ممبروں کے ساتھ مشورے شروع کر دیئے ہیں۔ ممبران کونسل پاکستانی درخواست کے ساتھ بھارت کے جواب پر بھی غور کریں گے باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ بھارت کی طرف سے اٹھائے گئے نکات پر جلد بازی میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ بھارت یہ ازنگ دے چکا ہے کہ اگر پاکستان کے مطالبہ پر بھارتیہ پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کے ختم ہونے سے پہلے کونسل کی میٹنگ بلائی گئی تو بھارت اس میں مناسب طور پر حصہ نہیں لے سکے گا۔ یہاں مبصرین کا خیال ہے کہ پاکستان کی درخواست پر بھارت نے جو اعتراضات کئے ہیں۔ انہیں مغربی ممالک اور خصوصاً برطانیہ اور امریکہ آسانی سے نظر انداز نہیں کر سکتے کیونکہ ایسے فیصلہ کا آئندہ کی روایات پر بڑا اثر پڑ سکتا ہے۔

واشنگٹن ۹ مارچ۔ صدر جانسن نے روس کے ساتھ ہلکے خطرے کے تجارتی معاہدہ کے امکان کا جائزہ لینے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ بشرطیکہ مدد فراہم کرنے کے لئے تسلی بخش انتظامات ہو جائیں۔ آپ نے امریکہ اور فرانس کے اختلافات کے بارے میں کہا کہ میرا خیال ہے کہ ہمارے درمیان ایسے کوئی اختلافات نہیں ہیں جن پر سمجھوتہ نہ ہو سکے۔

کوالالمپور ۹ مارچ۔ وزیر اعظم ملایا تنکو عبد الرحمن نے کل یہاں اخباری نامہ نگاروں کو بتایا کہ سوموار کو ملائیشیا کی کیبنٹ اپنے ایک خاص اجلاس میں فیصلہ کرے گی کہ ملائیشیا جھگڑے کو اقوام متحدہ میں لے جایا جائے یا نہیں۔ کیبنٹ یہ بھی فیصلہ کرے گی کہ دولت مشترکہ کے برانوں کو فوراً فوجی خدمت کے لئے بلا لیا جائے یا نہیں۔

نئی دہلی ۹ مارچ۔ نائب وزیر خارجہ سردار دنیش سنگھ نے آج لوک سبھا کو بتایا کہ انڈونیشیا کے ساتھ لگنے والے جزیرہ ہند کو جزیرہ انڈونیشیا کا نام دینے کا فیصلہ کیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بھارت کا دشمن ہے بھارت سرکار کو چین کی کسی ایسی تحریک کا علم نہیں کہ وہ [illegible] جزائر میں انڈونیشیا کے تعاون سے ایک بحری اڈہ تعمیر کیا جائے۔

کراچی ۹ مارچ۔ پاکستانی مقبوضہ کشمیر کے پریذیڈنٹ مسٹر کے ایچ خورشید نے آج یہاں ایک بیان میں کہا کہ جنگ بندی لائن کے پاکستان کی طرف کے کشمیریوں کے لئے وقت آ گیا ہے کہ وہ بھارتی مقبوضہ کشمیر پر چڑھائی کر دیں تاکہ وہ وہاں اپنے بھائیوں کو چھڑا سکیں اور انہیں بھارتی سامراج داد سے چھڑا سکیں۔ اس مقصد کے لئے ہدایت کل یا پرسوں جاری کی جا سکتی ہے۔ آپ نے بتایا کہ آزاد کشمیر میں ہر صحت مند شخص کو ٹریننگ دینے کے لئے کیمپ لگا دیئے گئے ہیں۔ اور مزید تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ آپ نے کہا کہ کشمیریوں کو یہ سوچنا بھی نہیں چاہئے کہ مسئلہ کشمیر پر امن طور پر حل ہو جائے گا کیونکہ بھارت زبردستی اس متنازعہ ریاست کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

خریدار کا نمبر	نام	تاریخ اختتام چندہ
۱۱۰۲	مکرم حبیب احمد صاحب حسین پور	۲۸ مارچ ۶۴ء
۱۲۰۸	" فضل الرحمن صاحب چودوار	"
۱۲۳۸	" راجہ امیر اللہ خان صاحب لعل دن کشمیر	"
۱۲۵۰	" سید محمد زکریا صاحب این بی۔ ایچ بھدرک	"
۱۲۵۹	" محمد عقیل صاحب حیدر آباد	"
۱۲۶۴	" ولی محمد صاحب اردنی گھاٹ کشمیر	"
۱۴۰۰	" سید محمد یونس صاحب احمدی۔ ایم۔ سی سکول سرو	"
۱۴۸۳	مکرمہ طلعت جہان صاحبہ گیا (بہار)	"
۱۴۸۴	مکرم بشیر عالم صاحب لکھنؤ	"
۱۴۹۷	" خورشید عالم صاحب بمبئی	"

سو مندرجہ بالا احباب کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ اپنے اس قومی اخبار کو اپنے نام جاری رکھتے ہوئے اپنا چندہ مبلغ ۷/ روپیہ سالانہ ارسال کر کے مشکور فرما دیں۔ اس سے آپ کو دو فائدے حاصل ہوں گے (اول) آپ تک مرکز کی آواز باقاعدگی سے پہنچتی رہے گی (دوم) آپ خود بھی اور آپ کے زیر اثر احباب بھی احمدیت کی روحانی غذا سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ آپ کو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس مرکزی اخبار کو اپنے نام جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(مینیجر بدر)

قادیان کے ریلوے سٹیشن کے بند ہونے کا اندیشہ

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے میمورنڈم پیش کیا گیا

قادیان ۱۰ مارچ۔ محکمہ ریلوے کے مقامی اور ڈویژنل حکام کی اس رپورٹ پر کہ قادیان کے ریلوے سٹیشن کے اخراجات اس کی آمد سے بہت زیادہ ہیں محکمہ کے اعلیٰ افسران نے اس بات کا جائزہ لینے کے لئے کہ آیا ایسے حالات میں قادیان کا ریلوے سٹیشن قائم رہنا چاہئے یا بند کر دینا چاہئے دہلی سے جناب جنرل مینیجر صاحب ناردرن ریلوے بنفس نفیس قادیان ریلوے سٹیشن پر تشریف لائے۔ اور مقامی پبلک سے تبادلہ خیالات فرمایا۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے تیار کردہ ایک میمورنڈم قادیان نواسیوں کی طرف سے جناب جنرل مینیجر صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس میں قادیان کی بین الاقوامی پوزیشن اور شہر کی ضروریات نیز بعض دیگر مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے درخواست کی گئی کہ قادیان کا ریلوے سٹیشن بند نہ کیا جائے۔ جناب جنرل مینیجر صاحب نے قادیان نواسیوں کے اس میمورنڈم پر ہمدردانہ غور و فیصلہ کرنے کا وعدہ فرمایا اور تسلی دلائی کہ فی الحال قادیان کا سٹیشن قائم رہے گا اور اس سلسلہ میں پیش آمدہ جملہ مشکلات کو بھی دور کرنے کا یقین دلایا۔ میمورنڈم کا مکمل متن آئندہ اشاعت میں دیا جائے گا۔

قادیان نواسیوں کی طرف سے وفد کی صورت میں سردار سورن سنگھ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی قادیان۔ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے شری وید راج صاحب جنرل سیکرٹری بلاک کانگرس، شری مگھر من لال صاحب وائس پریذیڈنٹ مارکیٹنگ کمیٹی، ایس۔ ایس باجوہ صاحب وائس پریذیڈنٹ بھنڈر لیوی ایشن لودھا اکبر گنگا رام صاحب بھنڈاری نے نمائندگی کی۔ اس موقعہ پر بعض دیگر معززین بھی سٹیشن پر موجود تھے۔